UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224985
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

مرصاد المشتاقين

۱۷۳۸۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ محمد شفیع الامم وعلی آلہ واصحابہ الذین بدہ الحکم

اما بعد جب یہہ عاصی پر معاصی شفاعت خواہ شفیع المذنبین محمد تاج الدین نے ایک
فارسی رسالہ تنبیہ الضالین کے رد مین تصنیف کیا گیا سالک مسالک حق ویقین ناسک مناسک
شرع متین مولوی حافظ حاجی سید عبد القادر بادشاہ قادری الحسینی کا دیکھا تو فائدہ
عام اور تفہیم عوام کے لئے اسکو ہندی زبان مین تہوڑی کم وزیادتی سے ترجمہ کرکے مرصاد
المشتاقین نام دیا عجب نہین جو اسکو تنبیہ الضالین کہین کہ امید ہی خدا توفیق دے تو
اس ذریعہ سے یہہ گروہ گمراہ اپنے عقیدہ باطلہ سے منہہ پہرائین راہ حق پر آئین انہ قریب
مجیب طالبان حق ویقین جاننا چاہئے کہ اس گروہ کی شاہراہ ہدایت کی دلیل مولوی
اسمعیل دہلوی نے ایک رسالہ ہندی تقویۃ الایمان نام لکہا ہی اسمین بحث شفاعت

کی تقریر یون کی ہی یہہ عبارت بعینہ اسیکی ہی اج جگہہ ایک بات بڑے کام کی ہی اسکو
کان رکھہ کر سن لینا نہایت ضرور ہی اکثر لوگ انبیا اولیا کی شفاعت پر بہت بہول
رہے ہین اور اسکی معنی غلط سمجہکر اللہ کو بہول گئے ہین سو شفاعت کی حقیقت اب
یون سمجہ لیا چاہیے یعنے شفاعت کہتے ہین سفارش کو اور دنیا مین سفارش کئے طرح کی
ہوتی ہی جیسے ظاہر کے بادشاہ کے یہان کسی پر چوری ثابت ہوجاو اور کوئی امیر وزیر
اسکو اپنے سفارش سے بچالیوے اسمین ایک تو یہہ صورت ہی کہ بادشاہ کا جی تو اس چور
کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہی اور اسکے آئین کی موافق اسکو سزا ہی پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دیکر
اسکی سفارش مان لیتا ہی اور اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہی کیونکہ وہ امیر اسکی سلطنت
کا بڑا رکن ہی اور اسکی بادشاہت کو بڑی رونق دے رہا ہی سو بادشاہ یہہ سمجہتا ہے
کہ ایک جگہہ اپنے غصے کو تہام لینا اور ایک چور سے درگذر کر جانا بہتر ہی اس سے کہ اتنے
بڑے امیر کو ناخوش کر دیجیے کہ بڑے بڑے کام خراب ہوجاوین اور سلطنت کی
رونق گہٹ جاوے اسکو شفاعت وجاہت کہتے ہین یعنے اس امیر کے وجاہت کے سبب سے اسکی
سفارش چلی سو اس قسم کی شفاعت اللہ ہی کے جناب مین ہرگز نہین ہوسکتی اور جو کوئی
کسی نبی ولی یا امام شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب مین اس قسم کا شفیع
سمجہے سو وہ اصل مشرک ہی اور بڑا جاہل کہ اپنے خدائی کے معنے کچہہ بہی نہ سمجہے اور اس

مالک الملک کی قدر کچھہ بہی نہ پہچانے اس شہنشاہ عالیجاہ کی تو یہہ شان ہی کہ ایک
آنمین ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑون نبی ولی اور جن اور فرشتے جبرئیل اور محمد کے
برابر پیدا کر ڈالے اور ایک دم مین سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر دے
اور ایک اور ہی عالم اسکے جگہہ قایم کرے کہ اسکے تو محض ارادے ہی سے ہر چیز ہو جاتی
ہی کسی کام کے واسطے کچھہ اسباب و سامان جمع کرنیکی حاجت نہین اور جو سب لوگ
پہلے اور پچھلے آدمی اور جن جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاوین تو اس مالک الملک کے
سلطنت مین اونکے سبب کچھہ رونق بڑھہ نجاویگی اور جو سب لوگ ملک شیطان اور
دجال ہی سے ہو جاوین تو اسکی کچھہ رونق گھٹ نجاویگی وہ ہر صورت سے بڑونکا بڑا
اور بادشاہونکا بادشاہ ہی اسکا کوئی کچھہ بگاڑ سکے اور نہ کچھہ سنوار سکے دوسری صورت یہہ ہی کہ
کوئی بادشاہزادونمین سے یا بیگماتونمین سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی بنکر کھڑا
ہو جاوے اور چور کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اسکی محبت سے لاچار ہو کر اس چور
کی تقصیر معاف کر دے اسکو شفاعت محبت کہتے ہین یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب
سفارش قبول کر لی اور یہہ بات سمجھے کہ ایکبار غصہ پیجانا اور ایک چور کو معاف کر دینا
بہتر ہی اس رنج سے جو اس محبوب کے روٹھہ جانیسے مجکو ہوگا اس قسم کی شفاعت بہی
اس دربار مین کسیطرح ممکن نہین اور جو کوئی کسیکو اس جناب اقدس مین اس

قسم کا شفیع سمجھے وہ بہی ویسا ہی مشرک ہی اور جاہل جیسا اول مذکور ہوچکا وہ مالک
الملک اپنے بندونکو بہتیرا ہی نوازے اور کسیکو خلیل کا کسیکو کلیم کا کسیکو روح اللہ
وجیہ کا خطاب بخشے کسیکو رسول کریم و مکین روح القدس روح الامین فرماوے
مگر پہر مالک مالک ہی ہی اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبے سے قدم باہر نہین رکہہ سکتا
اور غلامی کے حد سے زیادہ نہین بڑھہ سکتا جیسا اسکے رحمت کے سبب ہر دم خوشی سے
چہکتا ہی ویسا ہی اسکے ہیبت سے رات دن تہرا رہتا ہی تیسری صورت یہہ ہی کہ چور پر چوری
تو ثابت ہوگئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہین چوری کو اسنے کچہہ اپنا پیشہ نہین ٹہرایا مگر نفس
کی شامت سے قصور ہو گیا سو اسپر شرمندہ ہی اور رات دن ڈرتا ہی اور بادشاہ کی آئین کو
سر اور انکہون پر رکہکر اپنے تئین تقصیر وار سمجہتا ہی اور لائق سزا کا جانتا اور بادشاہ سے بہاگ کر
کسی امیر وزیر کی پناہ نہین ڈہونڈہتا اور اسکے مقابلے مین کسی کی حمایت نہین جتلاتا اور
دمبدم اسکا موہنہ دیکہہ رہا ہی کہ دیکہیئے میرے حق مین کیا حکم فرماوے سو اسکا یہہ حال
دیکہکر بادشاہ کے دلمین اسپر ترس آتا ہی مگر آئین بادشاہت کا خیال کرکے بے سبب
درگذر نہین کرتا کہ کہین لوگونکی دلونمین اس آئین کی قدر گہٹ نجاوے اسمین کوئی امیر وزیر
اسکی مرضی پاکر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہی اور وہ بادشاہ اس امیر کی عزت
بڑہانیکو ظاہر مین اسکی سفارش کا نام کرکے اس چور کی تقصیر معاف کردیتا ہی سو اس

ہے نے اس چور کی سفارش اس لیے نہین کی کہ اسکا قرابتی ہے یا آشنا اسکی حمایت
اس نے اٹھائی ہے بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھکر اوسنے یہہ بات کی ہے کیونکہ وہ تو بادشاہ
کا امیر ہے نہ چورونکا تہانگی جو چور کا حمایتی بنکر اسکی سفارش کرتا تو آپ ہی چور ہو جاتا
اسکو شفاعت بالاذن کہتے ہین یعنے سفارش خود مالک کے پروانگی سے ہوتی ہے سو اللہ
کی جناب پاک مین اسیطرح کی سفارش ہو سکتی ہے اور جس نبی ولی کی شفاعت کا قرآن
حدیث مین مذکور ہے سو اسکی یہی معنے ہین پس ہر بندیکو چاہئیے کہ ہردم اللہ ہی کو پکارے
اور اسی سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اسکی التجا کرتا رہے اور اسکو اپنا مالک اور حمایتی بہی سمجہے اور
جہان تک خیال دوڑادے اللہ کے سواے اپنا کہین بچاو نجانے اور کسیکے حمایت پر
بھروسا نکرے کیونکہ وہ خود بڑا غفور رحیم ہے سب مشکلین اپنے ہی فضل سے کہولدیگا اور
سب گناہ اپنے ہی رحمت سے بخشیگا اور جسکو چاہیگا وہ اپنے حکم سے اسکا شفیع بنادیگا
غرض کہ جسطرح ہر حاجت اپنی اسکو سونپنا چاہئیے اسیطرح یہہ حاجت بھی اسکی
اختیار پر چھوڑ دیجئیے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کردے انتہی اسیکے رد مین ایک رسالہ
جناب مولوی خیر الدینخان گوپاموی فارسی لکھے ہین نام اسکا خیر الزاد عبارت رد بعینہ
یہہ ہے بدانکہ معنی وجاہت وشفاعت محبت نزد جمہور اہل سنت اینست کہ کسی
برای اظہار عظمت وعلو رتبت احدی از مقربین خود در عموم خلایق وابراز کمال

محبت خود بوی بہ نسبت دیگر محبوبین او را برگزیند و با فزایش جاہ و منزلت بر دیگران

ترجیح دہد و با قبال سعی و سفارش او علی العموم بمحض رحمت عام وی را شرف اختصاص

بخشد و ظاہر ست کہ اینمعنی شرعا و عرفا محمود ست نہ اینکہ بترس خرابی و تزلزل در کارخانجات

خویش یا بخوف ناخوشی محبوب چنانکہ مزعوم قائل ست سعی و سفارش وی جبرا و کرہا بدرجہ

اجابت رساند تا قبیح لازم آید و لائق شان ربوبیت نبود انتہے تنبیہ الضالین کے مصنف

نے اپنی کتاب کے چالیس پر ساتوین صفحے مین یہی معنے مذکور شفاعت وجاہت اور شفاعت

محبت کے بین کرکے قبول کیا ہی اور کہا ہی کہ اگر یہہ تعریف و توصیف سید المرسلین صلے

اللہ علیہ وسلم کے طرف نسبت کرتے ہو تو بیشک صحیح ہی کوئی مومن اسکا انکار نکریگا بعد

پھر لکھا ہی کہ شفاعت محبت کی تعریف تو اہل سنت سے کہین دیکھنے مین نہ آئی پس تقویۃ

الایمان کا مصنف جو دنیوی سفارشونکی تمثیل عوام کے تفہیم کے لئے بیان کیا سو اسکو

قیامت کی سفارش پر حمل کرنا بڑی حماقت و جہالت ہی انتہے واہ یہہ طرفہ حماقت ہی

کیونکہ تعریف دنیوی مین اگر کچھہ قباحت رہی تو البتہ حمل اسکا سفارش اخروی پر

منع ہوگا جب کچھہ قباحت نہو تب کیا منع ہی اتنا جانکر پہلے آپ قائل ہوا اس معنے کا اور

صحت نسبت کا پیچھے سے آپہی انکار کر رہا ہی کہو تو بھلا آگے یہہ عقل کدہر کھو بیٹھا تھا

ع برین عقل و دانش بباید گریست ؛ معاذ اللہ یہہ کیسا اندھا پنا ہی کہ تقویۃ الایمان والے

نے دوسری صورت جو لکھی اسمین موجود ہی کہ بادشاہ اسکی محبت سے لاچار ہوکر
اس چور کی تقصیر معاف کردے اسکو شفاعت محبت کہتے ہین انتہے پہر یہہ مرید بااخلاص
کس منہہ سے کہتا ہی کہ شفاعت محبت کی تعریف تو اہل سنت سے کہین دیکھنے مین نہین
ائی شاید اپنے مرشد کے لکھے کو لایق اعتبار نہین سمجھا یا اس غریب محقق نے کتاب تکمیل
الایمان بہی نہ پڑہی وگرنہ دیکھہ پایا ہوتا جو مولانا شاہ عبد الحق دہلوی نے قدس سرہ
اسمین شفاعت محبت کے معنے یون تصریح کئے ہین یعنی ای محب من وای محبوب من وای
بندۂ خاص من چندان نعمت دہم ورحمت کنم کہ راضی شوی ازمن تا ہیچ آرزو در دل
تو نہ نشیند ای محمد ہمہ کس رضای من می طلبند ومن رضای تو میخواہم کلہم
یطلبون رضائی وانا اطلب رضاك یا محمد وی صلی اللہ علیہ وسلم
گوید کہ من ہرگز راضی نشوم تا یک یک را از امت من نیامرزی وبخشی انتہے علاوہ
یہہ کہ شفاعت وجاہت کی معنی تقویۃ الایمان کی عبارت سے آپ نکالا چاہتا ہی
اور لکھا ہی کہ تقویۃ الایمان مین بہی وجاہت کا بیان صاف مذکور ہی یہہ کہ اور وہ بادشاہ
اس امیر کی عزت بڑہانیکو ظاہر مین اسکی سفارش کا نام کرکے اس چور کی تقصیر معاف
کردیتا ہی انتہے حالانکہ عبارت تقویۃ الایمان کی جو شروع مین مذکور ہو چکی اس سے تو صاف
ظاہر ہی کہ اسکے مصنف نے شفاعت کو تین قسم کرکے پہی مفہوم شفاعت بالاذن کا

مانا ہی امداد سے ممکن الوقوع جانا ہی شفاعت وجاہت و محبت کو مطلقا شرک و محال سمجھتا ہی
یہہ مصنف کیون تکلف بیجا مین مر رہا ہی اور اس قایل کے خلاف عقیدہ توجیہ کر رہا ہی و نیز اسکے
غور کرنیکی جا ہی کہ تقویۃ الایمان والے نے شفاعت بالاذن کے ضمن مین لکھا ہی کہ جسکو چاہیگا
وہ اپنے حکم سے اسکا شفیع بناویگا جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے انتہی گویا یہی اذن
محتمل اور امر ظنی اس شفیع یقینی علیہ الصلوۃ والسلام کے حق مین ثابت کر دیا ہی بڑا غضب ہی
کہ مصرح آیات اور اصح احادیث سرور کائنات سے ظاہر و باہر ہے کہ حقتعالے قیامت مین
یقینا اس جناب کو اذن شفاعت کا دیگا اپنی امت کے تمام عاصیانکی آپ شفاعت فرماوینگے
ازانجملہ دو آیت یہہ ہی عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا ترجمہ قریب ہی کہ رب
تمھارا ای محمد تمھین کھڑا کریگا مقام محمود پر مواہب لدنیہ مین مذکور ہی کہ تمامی مفسرین
اتفاق اس بات پر رکھتے ہین کہ کلمہ عسی کا یہان مفید وجوب کو ہی کیونکہ علماے معانی لکھے
ہین کہ یہہ کلمہ طمع تبلانے اور آس دکھلانیکے لئے موضوع ہی کسی شخص کو کوئی چیز دینے پر طمع
اور آس تبلانا پھر اس شخص کو ناامید و محروم کر دینا سخت معیوب ہی ایسے عیب سے اللہ تعالے
بری ہی انتہی تفسیر مدارک مین لکھا ہی کہ مقام محمود وہی مقام شفاعت کا ہی بقول جمہور مفسرین
کے دوسری یہہ آیت وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ترجمہ شاہ عبد العزیز قدس
سرہ نے اس آیت کی تفسیر یون لکھی ہی کہ البتہ پروردگار تمھارا تمھین اسقدر دیگا کہ جانو تم

برزیہ ہو جاویگا یہہ محمدیہ طلب باقی رہیگی اس وعدیسے کمال وسعت استعداد مخاطب کی سمجھنا ہی
کہ وہ جناب ایسے عالی قدر ہین کہ عطاے الہی اینیرا بسیری ہی اور یہہ بہی جاننا ہی کہ حدیث شریف
مین آیا ہی جب یہہ آیت نازل ہوئی تب وہ جناب مخاطب بولنے فرماے کہ میری امت کے
ہر ہر فرد کو جب تک داخل بہشت نکرونگا تب تک مین ہرگز راضی نہونگا انتہی حاصلہ بیضاوی
والے نے لکھا ہی کہ اس آیت مین لام ابتدا کا ہی مبتدا محذوف ہونے سے خبر پر داخل ہوا ہی
تقدیر کلام کی یون ہوگی ولانت سوف یعطیک لام کو سوف کے ساتھہ جمع کرنیسے یہہ مقصود
حاصل ہوا کہ وہ عطاے بےشبہہ ضرور بالضرور واقع ہوگی اگرچہ بالفعل تاخیر اسکی بسبب
حکمت الہی کے ہی انتہی حاصلہ تفسیر مدارک مین لکھا ہی کہ آخرت مین ثواب و شفاعت وغیرہ
بتحقیق البتہ تمہارا پروردگار تمہین دیگا کہ تم خوشنود ہو جاؤ کے بعد یہہ آیہ نازل ہونیکے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت سے ایک شخص بہی دوزخ مین رہیگا تو
مین ہرگز راضی نہونگا انتہی حاصلہ تیسری یہہ آیت وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ
عِنْدَ رَبِّهِمْ ترجمہ ای محمد خبر دو مسلمانونکو کہ انکے لئے ایک پایہ معتبر ہے انکے پروردگار
پاس تفسیر ثعلبی و قاضی عیاض مین لکھے ہین کہ قتادہ اور حسن اور زید بن اسلم فرماتے ہین مراد قدم صدق
سے محمد ہین صلی اللہ علیہ وسلم جو شفاعت خواہ مومنین کے ہونگے اور ابی سعید خدری سے مروی
ہی کہ مراد اس سے شفاعت نبی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ہی اور محمد بن علی ترمذی نے کہا ہی کہ وہ

امام ہین صادقین و صدیقین کے شفیع ہین مطاع ہین سائل ہین ایسے کہ مقبول الشفاعت
حاصل اور جملہ احادیث سے یہہ ایک حدیث ہی جو شفا مین مذکور ہی کہ ام حبیبہ رضی
عنہا سے روایت ہی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اریت ما تلقی امتی من
بعدی و سفک بعضہم دماء بعض و سبق لہم من اللہ ما سبق
للامم قبلہم فسالت اللہ ان یولینی شفاعۃ یوم القیمۃ فیہم ففعل ترجمہ
دکھلائی گئین مجھے حالات میری امت کی جو بعد میرے انہین لاحق ہونگی اور بعضے بعضونکی
خونریزیان کرینگے اور اسی جہت سے مقدر ہوا ہی اللہ کی جانب سے انکے لئے عذاب جیساکہ
امم سابقہ کے لئے مقرر ہوا ہی تب مین اللہ سے چاہا کہ روز قیامت مین انکی شفاعت کا
مرتبہ مجھے ملے تو اللہ نے ویسا ہی کیا یعنے سوال آپکا مقبول رکھا اور مشکات شریف کے
باب شفاعت مین صحیح مسلم سے یہہ دوسری حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے
مروی ہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلی قول اللہ تعالی فی ابراہیم رب انہن
اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی وقال عیسی ان تعذبہم فانہم
عبادک فرفع یدیہ اللہم امتی امتی وبکی فقال اللہ تعالی یا جبریل اذہب
الی محمد وربک اعلم فاسئلہ ما یبکیہ فاتاہ جبریل فسالہ فاخبرہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بما قال فقال اللہ تعالی یا جبریل اذہب الی

مُحَمَّدُ نقل اِنَّا لَنُرْضِیکَ فِی اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوئُکَ خلاصہ اسکا یہہ ہی کہ اللہ تعالے
جبرئیل کو حکم دیا کہ کہو ای محمد عنقریب مین تمہین خوشنود کرونگا تمہاری امت کے باب
مین یہہ تیسری حدیث بہی مشکاۃ مین وارد ہی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اَتَانِی
اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّی فَخَیَّرَنِی بَیْنَ اَنْ یَدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّۃَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَۃِ
فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ وَھِیَ لِمَنْ مَاتَ وَلَمْ یُشْرِکْ بِاللّٰہِ ترجمہ اللہ کی جانب سے
آنے والے نے میرے پاس آیا اور مجھسے خیار چاہا کہ آدھی امت داخل بہشت ہونا مانگتے ہو
یا شفاعت کل کا رتبہ چاہتے ہو تب مین نے شفاعت کل کی اختیار کی اور اس شفاعت
کے لائق وہی شخص ہی جو مشرک نہوا ہو اور شیخ عبدالحق دہلوی شرح عربی مین فرماتے ہین
کہ شفاعت سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مغفرت کل مومنین کی حق ہی خواہ
قبل عذاب کے ہو یا بعد عذاب کے اور حدیث صحیح مین وارد ہی کہ وہ جناب زانیان اور سارقان
اور شاربان کی شفاعت فرماوینگے چنانچہ حاکم نے نوادر الاصول مین ترمذی سے لایا ہی کہ
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی جو فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت میری
روز قیامت مین برحق ہی میری امت کے اہل کبایر کے لئے جو تا زندگی مرتکب کبایر رہے ہونگے
اور وہی لوگ جہنم کے طبقہ اولی مین رہینگے درکات جہنم مین ڈالے نجاینگے انکے چہرے سیاہ
ہونگے نہ انکہین کبود طوق وزنجیر انپر رہیگی گردنکی مار انپر نپڑیگی بعضے انہین سے جہنم مین

ایک ساعت رہینگے بعضے ایکروز بعضے ایک مہینا بعضے ایکسال اتنہاے مدت دراز بعضونکو
اسیقدر ہی جسقدر انکی مدت حیات ہو عالم دنیا مین اور تنبیہ الضالین والے نے تیس پر نویر
صفحے مین خود حدیث نقل کی ہی فَیُؤذَنُ لِی فِی الشَّفَاعَۃِ وَالاِذنُ لَہٗ فِی الشَّفَاعَۃِ بِقَولِہٖ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اُمَّتِی اُمَّتِی غرض آیات بینات مذکورہ اور یہہ سب احادیث
صریح دلالت کرتی ہین کہ قیامت مین اذن شفاعت یقینا اس جناب کے لئے ثابت ہی
یا این تقویۃ الایمان والا تعئین شفیع سے غافل ہی جو قائل ہی جسکو چاہی ہمارا شفیع کردے
حق تو یہہ ہی کہ اذن محتمل و مشکوک کا احتمال جناب شفیع المذنبین بالحق والیقین کے حقمین
سمجھنا عقل و نقل سے بعید ہی اگرچہ اسے اپنے پیشوا کی عبارت پر تائید کرنیکے لئے اور اذن
محتمل ثابت کرنیکے واسطے مصنف نے تیس پر نون اور پچاس پر تیسرے صفحے مین شرح عقاید
ملا جلال کی اتنی عبارت نقل کی ہی اَلشَّفَاعَۃُ لِدَفعِ العَذَابِ وَرَفعِ الدَّرَجَاتِ
حَقٌّ لِمَن اَذِنَ لَہُ الرَّحمٰنُ مِنَ الاَنبِیَاءِ وَالمُؤمِنِینَ بَعضُہُم لِبَعضٍ حاصل اسکا یہی کہ
اخرت مین کسیکے دفع عذاب یا ترقی درجات کے لئے شفاعت کرنا حق ہی جسکو کہ اللہ تعالے اذن
دیوے خواہ وہ ماذون بعض انبیا سے ہو یا مومنین سے جو بعض بعضکا شفاعت خواہ
ہوگا دیکھا چاہئے کہ یہہ مصنف ناقل کیا پکا چور ہی جو اپنے کام کی بابت جتنی تھی اسیقدر نقل کردی
تتمہ عبارت جو مقصود حق یعنے شفاعت رسول رب مطلق پر دال تھی اس سے قلم انداز کر گیا

یعنی یہ وہ تتمہ عبارت ملا جلال کی بعینہ ذکر کی ہے تا منصفین بعد ملاحظے کے اسکی چوری پر
اطلاع پاویں اور اسکی چوریاتوں پر دل لگاویں سو یہی وشفاعة رسول الله صلی
الله علیه وسلم لاهل الکبایر حق لامته لقوله علیه السلام شفاعتی لاهل
الکبایر من امتی وهو حدیث صحیح وبذلک یبطل مذهب المعتزلة
فی انکارهم الشفاعة لاهل الکبایر مستدلین بقوله تعالی واتقوا یوما
لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها شفاعة واجیب عنه بمنع
دلالته علی العموم فی الاشخاص والاحوال ولئن سلم یجب تخصیصها
بالکفار جمعا بین الادلة وهو مشفع فیهم ای مقبول الشفاعة وقیل هو
صلی الله علیه وسلم شفیع فی جمیع الانس والجن الا ان الشفاعة فی الکفار
لتعجیل فصل القضاء فیخفف عنهم اهوال یوم القیمة وبالمومنین بالعفو
ورفع الدرجات فشفاعته عامة کما قال الله تعالی وما ارسلناک الا رحمة
للعالمین ولا یرد مطلوبه لقوله تعالی ولسوف یعطیک ربک فترضی ولما ورد
فی الحدیث ان الله یقول اشفع تشفع وسل تعطه وهو صلی الله علیه وسلم
لا یرضی الا باخراج من کان فی قلبه مثقال ذرة من الایمان من النار هذا هو الشفاعة
الکبری التی خص بعض العلماء بالمقام المحمود انتہی خلاصہ یہی کہ نبی صلی الله

علیہ وسلم کی شفاعت امت مرحومہ کے جمیع اہل کبایر کے لئے حق ہی بدلیل حدیث صحیح کے جو بیچ
فرمایا شفاعتی لاہل الکبایر من امتی اسی دلیل سے باطل ہوگیا مذہب معتزلہ کا جو منکرین ہین
شفاعت اہل کبایر کے اور دلیل لاتے ہین قول الہی کو جو یہہ اسکا ترجمہ ہی اندیشناک رہو
اس روز سے جس روز مین ایک کی جزا ایک کو نہ دی جائیگی اور مقبول نہوگی کسی کی شفاعت
مگر جواب انکی دلیل کا یہہ ہی کہ یہہ آیت جو عدم وقوع شفاعت پر دال ہی سو مختص کفار
کے لئے ہی کیونکہ مومنین کے حقمین وقوع شفاعت پر کئی آیات و احادیث ناطق ہین
بیشک وہ جناب شفیع برحق مقبول الشفاعت ہین بلکہ بعض علما قائل ہین کہ شفاعت
اس جناب کی عام ہی تمام انس و جن کے بابمین مگر کافرونکے حقمین تخفیف ہول قیامت کی تو
ہوگی اور مومنونکے حقمین سبب پر تکی عفو قصور و رفع درجات کی مولانا یوسف کوسج
رحمہ اللہ حاشیہ شرح عقاید جلالیہ مین لکھا سو عبارت بعینہ یہہ ہی کہ آیہ وَاتَّقُوا يَوْمًا
لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ در رد قوم یہود نازل شدہ است
چہ زعم بیہودہ یہود بود کہ آبا و اجداد شفیع خواہند شد پس مراد از نفس نفس آبا و اجداد
ایشان است نہ مطلق نبی و ولی و غیر ہم مورد خاص را در تعمیم مقدمات بر مورد عام
حمل کردن خالی از سوء عقیدہ نخواہد شد بر تقدیر تسلیم عموم خطاب آیت دلالت بر نفی
دفع عذاب کسے از کسے من کل وجوہ قہرا باشد یا نصرۃ و بر نفی ادای حقوق کسی از شفاعت

کسے بقرینہ ذکر نفی شفاعت بعد نفی خزاد در آیت مذکورہ نہ بر نفی مطلق شفاعت کہ معتمد قوم
معتزلہ است و ابطال این مذہب در کتب اہل سنت بوجوہ وجیہ مذکور ست بہر صورت شفاعت
اس جناب کی تمام ہی کلام الٰہی اسکا گواہ ہی جو معنے اسکے یہی ہین مین نے تمہین رسول بنایا ہی
عالم پر رحمت پہنچانیکے لئے اور سوال کو آپکے ہرگز رد نہو گا الیٰ تو وعدۂ الٰہی اس بات پر دال
ہی معنے اسکے اوپر معلوم ہو چکے دوسری وہ حدیث جو معنے اسکے یہی ہی کہ اللہ تعالے کہیگا یا محمد
تم شفاعت چاہو قبول ہوگی اور جو سوال کرو سو دیا جائیگا تب جناب راضی نہو نگے
جبتک کہ جمیع عاصیان امت دوزخ سے خارج ہون حتّٰی کہ ذرہ بھر ایمان جسکے
دلمین رہے وہ بھی جہنم سے نکل آئیگا یہی ہی شفاعت کبریٰ جو مختص بمقام محمود ہی
قول سے بعض علما کے انتہے یقین ہی کہ باوجود ایسے دلائل قطعیہ کے احتمال اذن مختص کا
اس جناب کے حقمین جو ناقص عقیدہ رکھتا ہو وہی محروم الشفاعت ہی ذلک تمام تحقیقہ
اور صاحب خیر الزاد کا مقصود یہی تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقبول الشفاعت
ہین مغفرت امت کے باب مین اسی مدعا پر دلیل عباس بن مرداس سے جو حدیث
مروی ہی اسکا ترجمہ لفظی عوام کے قریب الفہم لکھدیا دوسرے راویون نے اس حدیث
سے کیا کیا مراد لی ہی سو بیان کرنا اس زید کو منظور نہ تھا وہ ترجمہ یہی مرویست
از عباس بن مرداس مدرستیکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرد برای امت خود

شبانگاه روز عرفه بمغفرت گناهان پس مستجاب شد دعای آنسرور باین طریق که آمرزیدم
همه گناهان ایشان با جز مظالم که آن حقوق العباد است و من تحقیق گیرنده ام حق مظلوم را
از ظالم و این قسم گناهان نمی بخشم گفت رسول خدا ای پروردگار من اگر خواهی تو بدهی مظلوم
را از نعیم بهشت در حق بدل وی که ظالم گرفته است و آمرزی ظالم را پس پذیرا نشد دعای
وی صلی الله علیه وسلم در شبانگاه عرفه پس هنگامیکه صبح کرد آنسرور در مزدلفه باز دعا نمود
در بارگاه عزت پس مستجاب شد و مقبول گردید در آمرزیده شدن تمام گناهان امت اگرچه
مظالم باشند پس خندید رسول خدا صلی الله علیه وسلم پس عرض کردند ابوبکر و عمر پدر و مادر
فدای تو باد کاهی درین ساعت خنده نمیکردی چه چیز ترا خنده آمد تا درینوقت همیشه خندان دارد
حقتعالی دندان ترا و این کنایه است از خوشنودی و خوشحالی فرمود که تحقیق دشمن خدا
ابلیس است چون دانست که حق عز مجده دعای من قبول فرمود و بیامرزید امت مرا پس
گرفت خاک را و می انداز آنرا بهر دو دست بر سر خود و دعا میکند بویل و هلاک و میگوید
یا ویلاه و یا ثبوراه پس در خنده آورد مرا از بی صبری و ناله و فریاد او انتہی اس پر مصنف
نے لکھا ہے کہ یار و اس حدیث کے معنے پر بے تردد لکھا ہے سو دیکھ چکے لیکن شیخ عبدالحق
دہلوی محدث قدس سرہ اس حدیث کے شرح سفر السعادۃ کے باب الحج مین لکھے ہین ہم اسکو
بھی دیکھ بوجھ لیجیے کہ ابو داود و ابن ماجہ از عباس بن مرداس آوردہ اند کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرد مر امت خود را در عشیہ عرفہ بمغفرت جواب آمد کہ مغفرت کردم
مگر مظالم را البتہ اورا از جہت مظلوم بگیرم پس گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ای پروردگار
من تو قادری اگر خواہی مظلوم را بہشت دہی وظالم را بہ بخشی در انوقت جواب این دعا
نیامد چون در مزدلفہ صبح کرد اعادہ کرد این دعا را جواب آمد اجابت کردم آنچہ تو
خواستی پس بخندید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما گفتند یا رسول اللہ
مادر و پدر ما فدای تو باد ساعتی نبود کہ تو در انجا بخندی ہمیشہ خندان دارد ترا خدا تعالے
فرمود عدو اللہ ابلیس چون دانست کہ اجابت کرد حقتعالی دعای مرا و بخشید امت مرا خاک
بر سر ریخت و بواے ویلا فریاد کرد پس در خندہ آورد مرا آنچہ دیدم از جزع و فزع وی و گفتہ اند
کہ مراد بامت درینجا واقفان عرفہ اند و ازینجا گفتہ اند بعضی کہ حج مکفر حقوق العباد نیز میشود
و طبرانی گفتہ این محمول است بر ظالمی کہ توبہ کرد و عاجز آمد از وفای حق و بیہقی مانند روایت
ابوداؤد و ابن ماجہ آوردہ و گفتہ این را شواہد بسیار است اگر صحیح است حجت است و گرنہ
قولہ سبحانہ و یغفر ما دون ذلک بس است و ظلم نیز ما دون شرک است و بالجملہ حقوق اللہ
مغفور است از حجاج و در حقوق عباد خلاف است و فضل اللہ واسع و ظاہر احادیث
عام است واللہ اعلم انتہی پس مجتہد وقت کے کلام مین اور پورب نژاد کے معنے مین
کسقدر تفاوت عظیم ہے سو ظاہر ہے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اسیطرح

اور مقام مومنین کیا کیا لکھا ہی سو خدا جانے انکے راست بازو پر ظاہر ہی کہ ترجمۂ اول
مطابق الفاظ عربی کے ہی جو حدیث مین واقع ہین بخلاف ترجمۂ ثانیکے جو بیان مطلب
اختلاف کے ساتھہ دونومین چند الفاظ کا تفاوت ہی اس تفاوت لفظی سے حدیث
کے معنے مقصود مین کچھہ خلل نہین آیا مستدل کی دلیل سست نہین ہوگئی بلکہ اجابت کرد
حقتعالی دعای مرا و بخشید امت مرا ہی تو عین مقصود مستدل کا ہی اور مصنف کی آئین
بیانسے بھی یہی مراد نکلی پھر تفاوت الفاظ سے کیا نقصان مگر اختلاف توجیہ روات
کا شیخ بیان فرماتے ہین سو مقصود اس سے سند لانا ہی اتنی بات پر کہ حج سے حقوق
العباد ساقط ہوتے ہین یا نہین اس مقصود سے صاحب خیر الزاد کو کب سروکار ہی
چند الفاظ کا تفاوت ترجمے مین ہاتھہ آنیسے مصنف نے آنکھین موندلین اور بیہودہ
منہہ کھولدیا مین نہین سمجھتا ہون کہ کیا خاک بھس سمجھا ہی مگر وجہ وجیہ یہی نظر
آتی ہی کہ اس دلائل قویہ سے اسنے ثبوت مغفرت کل امت کا دیکھہ پایا ہی تو ابلیس کی
سنت پر بڑے داویلا مچایا ہے اور مولانا شاہ عبد العزیز لکھے ہین کہ غیر ازکافر در حق ہمہ
اہل معاصی حکم شفاعت خواہد شد یہہ قول دال ہی تعمیم شفاعت پر اسیکو مدلل کرنیکے
لئے صاحب خیر الزاد نے حاشیہ لکھدیا کہ حکم شفاعت در حق ہمہ اہل معاصی شدن
و ملزم در حق بعضے قبول کردن و در حق بعضے قبول نکردن نہایت معیوب ست و اللہ تعالی

عن ذلک فندراہ اسیکے ردمین مصنف نے اتنی عبارت چالیس پر اٹھوین صفحے مین لکھی ہی کہ عبدالحق محدث کی شرح مشکات مین متفق علیہ دوسری حدیث انس مین مرقوم ہی فیقال یا محمد ارفع راسک وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فاقول یارب ایذن لی فیمن قال لا الہ الا اللہ قال لیس ذلک لک وعزتی وجلالی وعظمتی وکبریائی لاخرجن منہا من قال لا الہ الا اللہ انتہی غرض اس مصنف کی یہی کہ لیس ذلک لک یہہ قول سند ہی رد شفاعت پر تو محشی نے جو کہا ہی کہ بعضونکے حقمین قبول شفاعت نکرنا معیوب ہی سو بات رد ہوگئی واہ رے مرید متدین اتنا نہین سوچا کہ یہہ طعن اپنے پیران پر پر ہوجاتی ہی جو وہ بہی قائل ہین کہ سوا کافرون کے تمام اہل معاصی کے حقمین حکم شفاعت کا ہوگا سوا ے اسکے تمہارے کہنے مین یہہ قباحت ہی کہ اول حقتعالے اپنے حبیب کو کہا شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کیا جاویگی جب حضرت شفاعت کرینگے تو بجز انکے کہیں سرکا کہا نہین ہی یہہ واسطے تمہارے علیدہی اللہ تعالی ایسے بات سے ارتب سنیے عقل کے دشمن اتنا تو سمجھا چاہیے کہ فقط لا الہ الا اللہ جو لوگ کہے ہین انکی مغفرت مین ہرگز نکرونگا کرکے اگر اللہ تعالی کہا ہوتا تو البتہ شفاعت رد ہوگئی کہنے کی گنجائش تھی یہان تو اللہ نے ان لوگونکی مغفرت قبولی ہی بدولت شفاعت اس شفیع المذنبین کے صلی اللہ علیہ وسلم

کیونکہ مفہوم اس کلام کا یہی نکلتا ہی کہ اللہ تعالے اپنے حبیب کے کمال تسلی و دلدہی کے خاطر
اور اپنے اسما جو رحیم وغفور ہی اسکا ظہور تبلانیکے لئے قسمیہ فرماتا ہی کہ ان لوگون کو محروم
مغفرت جانکر طلب اذن کیے لئے اور انکی شفاعت کے واسطے تم فکر و تردد نکرو خاطر جمع رکھو
مین انہین خواہ نخواہ بخشونگا اس سے ظاہر ہوا کہ سائل کیا عالی رتبہ ہی کہ اللہ جسکی تسلی کے
خاطر کے لئے موکد بحلف وعدہ مغفرت کرتا ہی اب عقل سلیم حاکم ہی کہ طلب اذن اس
جناب کا موجب ترحم اللہ کا ہوا ان لوگون پر و گرنہ انکی مغفرت کا سبب ظاہر مین کچھہ
نہین ہی کہ سوائے لا الہ الا اللہ کہنے کے دوسری کوئی نیکی انکی ذات مین نہینگی غرض آخر
حدیث کو مصنف اپنے غرضکے موافق جانکر نقل کردیا ہی وہ حدیث مسلمانونکے سننے کے لائق
ابتدا سے یہہ ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیمة
ماج بعضہم فی بعض فیاتون آدم فیقولون اشفع لنا الی ربك فیقول لست
لها ولکن علیکم بابراهیم فانه خلیل الرحمن فیاتون ابراهیم فیقول
لست لها ولکن علیکم بموسی فانه کلیم الله فیاتون موسی فیقول
لست لها ولکن علیکم بعیسی فانه روح الله وکلمته فیاتون عیسی
فیقول لست لها ولکن بمحمد فیاتونی فاقول انا لها فاستاذن علی
ربی فیوذن لی ویلهمنی محامد احمده بها لاتحضرہ الان فاحمده

تلك المحامد واخر له ساجدا فيقال يا محمد ارفع راسك وقل تسمع
وسل تعطه واشفع تشفع فاقول يا رب امتي امتي فيقال انطلق فاخرج منها من كان
في قلبه مثقال شعيرة من ايمان فانطلق فافعل ثم اعوده فاحمده بتلك المحامد
ثم اخر له ساجدا فيقال يا محمد ارفع راسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع
تشفع فاقول يا رب امتي امتي فيقال انطلق فاخرج من كان في قلبه مثقال
ذرة او خردلة من ايمان فانطلق فافعل ثم اعوده بتلك المحامد ثم اخر له
ساجدا فيقال يا محمد ارفع راسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع
فاقول يا رب امتي امتي فيقال انطلق فاخرج من كان في قلبه ادنى ادنى
ادنى مثقال حبة من خردل من ايمان فاخرجه من النار فانطلق فافعل
ثم اعود الرابعة فاحمده بتلك المحامد ثم اخر له ساجدا فيقال
يا محمد ارفع راسك وقل تسمع وسل تعطه واشفع تشفع فيقول يا رب
ائذن لي فيمن قال لا اله الا الله قال ليس ذلك لك ولكن وعزتي وجلالي
وعظمتي وكبريائي لاخرجن منها من قال لا اله الا الله متفق عليه
انتہی حاصل یہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن سب
لوگ آدم علیہ السلام پاس جاوینگے اور کہینگے اللہ پاس ہماری شفاعت چاہو وی

جواب دینگے کہ مین اسکام کے لئے نہین ہون ابراہیم پاس جاؤ وہ خلیل الرحمن ہین
پہر انکی پاس جائین تو وی بہی ایسا ہی عذر کرینگے اور کہینگے موسیٰ پاس جاؤ کہ وہ کلیم اللہ
ہین انکے پاس جائینگے تو وی بہی وہی عذر بتلاوینگے اور کہینگے عیسیٰ پاس جاؤ وہ روح اللہ
ہیں انکے پاس جائین تو وی بہی ایسا ہی کہہ سناینگے اور محمد پاس جاؤ کہینگے تب سبکے
سب جناب مین آکر التجا کرینگے اسوقت جناب فرماوینگے ہان اس کام کے لئے مین ہی
مقرر ہون یہہ فرماکر جناب باری مین طلب اذن کرینگے تب اذن ہوگا اور الہام
غیبی سے ایسی تعریفین جناب کی زبان پر آئینگے جو کبہی یاد نتہین پہر ان تعریفون سے
حمد الہی کرینگے سجدہ مین سر رکہینگے تو حکم الہی ہوگا ای محمد سر اوٹہاؤ جو کہنا ہو کہو سنا
جائیگا اور جو مانگو سو دیا جائیگا اور شفاعت چاہو تو مقبول ہوگی تب آپ فرماوینگے
یا پروردگار امتی امتی تب حکم الہی ہوگا کہ جاؤ جسکے دلمین جو کے دانے برابر ایمان ہو
ان سبھون کو بہی دوزخ سے نکالو آپنے فرمایا ہی کہ مین ویسا ہی عمل کرونگا پہر دوبارہ حمد الہی
کرکے سجدہ مین جاونگا بار ثانی بہی اول کی تقریر درمیان آئیگی اور حکم ہوگا جاؤ جنکے
دلونمین رائی کے دانے اور ذرہ کے مقدار ایمان رہے ویسونکو اخراج کرو آپ فرماتے
ہین ویسا ہی عمل پیرا ہوکر تیسرے بار حمد الہی کرونگا سجدہ مین سر رکھونگا پہلے کے ویسا
پہر حکم ہوگا کہ جاؤ رائی کے مقدار سے بھی کم جنکے دلونمین ایمان رہے ویسونکو خارج دوزخ

الغرض آپ فرماتے ہین کہ ویسا ہی عمل مین لاؤنگا پھر چوتھے بار حمد الٰہی کرکے سجدہ مین جاؤنگا
پہلے کے ویسا حکم ہوگا اسوقت آپ عرض کرینگے یا پروردگار جو لوگ کہ فقط لا الہ الا اللہ
کے قائل ہین یعنے اسکے سوا دوسری کوئی نیکی انکی ذات مین موجود نہین سو
انکی شفاعت کا اذن مجھے عطا کر تب جناب کبریا سے حکم ہوگا کہ انکا فکر و تردد تمہین
ضرور نہین مگر اتنا ہی کہ بسبب چھوڑ دینے توہم ہوتا کہ شاید ان لوگونکی مغفرت شدنی ہرگز
نہین تو موجب رنج خاطر کا اس سائل مقبول کے ہوتا اسی توہم کو رفع کرنیکے لئے تسلی
خاطر اپنے محبوب کی منظور رکھکر اللہ تعالی فرمائیگا کہ قسم ہے میری عزت و جلال کی کہ مین
ان لوگونکو خواہ نخواہ بخشونگا حاصل یہہ کہ تمہاری خواہش دلیکے موافق وقوع
مین آئیگا بیفکر رہو خاطر جمع رکھو غرض اس دلیل سے منصفین پر روشن ہی کہ
کسقدر مومنین کی نجات اس جناب سے ہوتی ہی اور اللہ تعالی کو کس مرتبہ مین محبت
اور پاس خاطر اس حبیب کی منظور ہی ایسے شفیع مقبول کے رد سوال کا احتمال جو جیسے
بالفعل انکا لگاتا ہی شاید عوام الناس کو دھوکا دیتا ہی تا وے لوگ سید احمد کی
شفاعت کے معتقد ہو جائین اور انکی بیعت پر ارادہ لائین چنانچہ صراط المستقیم کے
تین سے نو ورقون صفحے مین لوح یادر ہوا قصہ مبسوط لکھکر اخیر مین کہا ہی کہ
اللہ کی جانب سے انھین حکم ہوا کہ جو لوگ تمہارے دست بیعت ہون اگرچہ لاکھو کہا

مردم جو ہوں مین انہین کا نہ ہون انکے سمجھون پر ظاہر ہی کہ اللہ تعالیٰ انہین اگر دستگیر
ہوتا اور اتنی بزرگی دی ہوتی تو اس بزرگ کو ایسی ذلت و خواری سے ہلاک نکرتا فاعتبروا
یا اُولِی الاَبصَارِ جو شفیع برحق کہ تا دم مرگ غمخوار امت کے ہی چنانچہ عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول ہی کہ حیف ہی اس دین پرور کا جو ایک شب بھی چین سے
بستر راحت پر آرام نفرمائے غم و الم سے گناہان امت کے اور قثم رضی اللہ تعالیٰ
فرماتے ہین کہ قبر شریف مین سب کے آخر جو روے مبارک حضرت کا دیکھا سو مین ہون
اسوقت بھی لب مبارک کو حرکت تھی منھ پاس کان لگا کر مین نے سنا تو فرماتے تھے
رب امتی امتی ایسی مقبول الشفاعت کی شفاعت سے بداعتقادی کرنا اور سید صاحب
کی شفاعت مجہولہ پر مرنا یہہ کیسی جہالت و ضلالت ہی شیطان نے کیسی انکی راہ ماری ہی
کہ اسکے پیرو ہوگئے ہین اللھم احشرنا فی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وارزقنا شفاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم وثبت قلوبنا علی ھذا الاعتقاد
آمین یا رب العالمین اور لفظ ہی شفیع کی جو کلام مین شاہ عبدالعزیز قدس سرہ
کے واقع ہی اسکی توجیہ مین صاحب خیر الزاد نے یہہ حاشیہ لکھا ہی یعنے ہر شفیعی کہ اہل
کتاب وہم مشرکان ایشان را گمان شفاعت او ہست شفاعتش در حضرت منتود یا نشود
بخلاف شفاعت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم در حق مومنین اہل کبایر کہ آن متیقن

القبول ہے چنانکہ گذشت انتہی مصنف نے اسکا رد چالیس پر نوین صفحے مین لکھا ہی کہ
لفظ شفیع جو نکرہ ہی نفی کے بعد واقع ہوا ہی جب نکرہ نفی کی سیاق مین آئے تو عموم کا فائدہ
بخشتا ہی پس اس عموم کو خاص کرکے حاشیہ لکھا سو نص قرآن کا خلاف ہی سوا اسکے
سو انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جملے سے مستثنی کئے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو شفاعت کا حکم ہو چکا الخ واہ کیا قاعدہ دانی ہی اتنا ہی جانے کہ نکرہ تحت نفی
کے مفید استغراق کو ہی یہہ کلیہ نہین پہچانے کہ استثنا نفی سے اشارہ اثبات طرف ہی
اور تخصیص بعد تعمیم کے اولی و احسن ہی جب اللہ نے خود استثنا کیا اور کہا ما من شفیع الا
بعد اذنہ تو معلوم ہوا کہ نفی قبل اذن کے ہی اور بعد اذن کے وہی شفیع ہی جو ماذون ہی اب کہو کہ محشی نے کیا
نص قرآنکا خلاف کیا بلکہ ظاہر کیا جیسی وہ آیت ہی یہہ بھی کلام الہی ہی وما ارسلناک الا رحمۃ
للعالمین تو اب توفیقا بین الدلیلین اس جناب کو مخصوص و مستثنی کرنا واجب ہو گیا پھر جو لکھا ہی
کہ مستثنی کئے تو معلوم ہوا کہ آنحضرت کو شفاعت کا حکم ہو چکا کیا اس منکر انکو منظور نہین
معلوم ہوا کہ اوپر گذرے سو آیات و احادیث سے بین الثبوت ہو گیا کہ دنیا مین وعدہ قبول
شفاعت کا اس جناب کو اللہ دیچکا پھر بعد قیامت مین حکم شفاعت اس جناب کو بالفعل
ہوگا قطع نظر اسکے نص قطعی سے ان اللہ لا یخلف المیعاد کے یقین ہی کہ وعدہ الہی مین
تخلف ہی نہین تو باعتبار اسی یا بول کے اگر ہم کہین کہ وہ جناب محکوم لشفاعت

اور شفیع المذنبین برحق ہین تو کیا قباحت ہی یہی معنے ہین مجاز نے الاستقبال کے اگر
مصنف یہہ معنے جانتا تو ایسا پوچ تعرض نکرتا بھلا ہم کہنا کیا عجب ہی بزرگان پیشین
لکھہ گئے ہین ع شفیع مطاع نبی کریم ؛ جاؤ انکی خطا بگڑو یہہ چھوڑ دو خطا بر بزرگان
گرفتن خطاست ؛ پھر باوجود اس اعتقاد منکر کے یہی مصنف چالیس پر آٹھوین صفحہ مین
عبارت تقویۃ الایمان کے بیان حاصل مین کہا ہی نہ یہہ حاصل اس عبارت کا ہی کہ سید
المرسلین کو جو دنیا مین شفاعت کا وعدہ اللہ تعالیٰ قرآن مین دیچکا ہی سو قیامت مین اسکے
اذن ہونے مین احتمال ہی کہ ہو یا نہو معاذ اللہ الخ باوجود اس انکار کے یہہ اقرار نہایت نادر
ہی اگرچہ یہی اقرار مصنف کے انکار کا جواب شافی ہو جاتا ہی مگر ہم سچ سمجھتے ہین کہ اسکا اقرار جھوٹا ہے
قول الٰہی اس تکذیب پر گواہ ہی یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم یعنی کافر اپنی
زبانسے بولتے ہین وہ بات جو انکے دلون مین نہین ہی اور صاحب خیر الزاد کا جو قول ہی کہ حال
آیات ستشہد بہا نیز ہمچنین ہست اھ اسی پر چالیس پر نوین صفحہ مین مصنف لکھا ہی جو اس سے
صاف معلوم ہوا کہ کلکتیکے سندونکے بھی یہی معنے ہین پھر چہ از ان آیات بینات ثابت نمیشود
مگر شفاعت بالاذن برای مومنین لکھنا محض حماقت و جہل ہی اھ ظاہر ہی کہ یہان مصنف
کی صرف بلادت و جہل ہی جو ضبط و ربط کو عبارت کے کچھہ نہین سوچا اور مطلب مقام کا
اسے کچھہ نہین سوجھا اعوذ باللہ من الجہل المرکب صاحب خیر الزاد کا حاصل مقصود یہہ ہے

کہ اذن محتمل جسمین شک ہی کہ قیامت مین ہو یا نہو ویسے اذن پر قبول شفاعت کو جناب
کے جو اہل بنگالہ موقوف مانتے ہین سو باطل ہی اور تفسیر فتح العزیز سے جو عبارت استشہاد
لاتے ہین سو اسکا ماقبل و مابعد حذف کر دیتے ہین اگر وہ تمام عبارت ملاحظہ کرین تو
انکے مقصود کو مفید نہین بلکہ انھین پر الزام ثانی ہی ایسا ہی ہی حال ان آیات کا جو خصوم
اپنے مدعا پر دلیل لائے ہین یعنے یہہ آیات بھی انکے مدعا کو مفید نہین کسواسطے کہ آیات بینات
سے ثابت نہین ہوتی مگر شفاعت بالاذن اسمین ہمین کچھہ خلاف و نزاع نہین بلکہ
ہم بھی قائل ہین کہ جو شفاعت ہی سو بالاذن ہی ہوگی کیونکہ اللہ تعالے مالک مختار
ہی اسکے بے اذن کسیکی کیا طاقت جو شفاعت کرے بلکہ ہمین نزاع اور گفتگو اتنی
بات مین ہی کہ خصوم قائل ہین اذن محتمل کے علی العموم بعثت جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو مخصوص نہین کرتے ہین اسیکو ہم قول باطل کہتے ہین کیونکہ وعدہ الہی پر نظر
کرنے سے بعد بعثت جناب آخر زمان باذن شفاعت مومنین ہونا اور انکو عذاب سے چھوڑانا امر
قطعی و یقینی ہی ذلک لاریب فیہ چنانچہ دلائل اسکے اوپر مذکور ہو چکے انتہی کلامہ جزاہ اللہ خیرا دیکھئے تو
کیا راست و درست مطلب اسنے بیان کیا ہی یہہ نادان منصف اصل مطلب کھو دیا
بیہودہ اعتراض پر نادان ہو رہی ہی وہی مثل ہی بادے آپ لگائے آگ کیکو طرفہ ماجرا یہہ
یہاں سوین صفحے مین آپ بھی لکھدیا ہی کہ جواب بعد اذن شک ہی حدیث شفاعت اول

عثمان رضی اللہ عنہما کی اور حدیث شفاعت مومنین کی جو دوزخ سے نکلے بعد بعض
مومنین کی شفاعت کرینگے حتی کہ ذرہ برابر ایمان جسکے دل میں ہے اسکو بھی دوزخ سے
نکالینگے اتنے عجب نہیں جو یہ جواب مصنف ہی کا دندان شکن ہو کیونکہ اویس و عثمان
جو فیض یافتہ اس جناب کے ہیں انکو یہہ رتبہ بانا ہی جناب شفیع المذنبین برحق کو لائق
نہیں جانتا حالانکہ اِنَّ شَفَاعَةَ جَمِيعُ الشُّفَعَاءِ فِي طَيِّ شَفَاعَةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ
وسلم آیا ہی بنا دمرعلی اعداءنا بلکہ اویس و عثمان کو اسی جناب سے تائید ہوگی چنانچہ
عبدالحق دہلوی کی توجیہ سے تصریح ہوتی ہی جو فرماتے ہیں از سجدۂ ثالثہ کہ سر بردارد
گناہان تمام گناہگاران را بہ بخشایند پس ہیچکس باقی نمیماند الا انکہ قران بخلود نار بروی حکم
کردہ باشد یعنے کافران و منکران و ازینجا خود ظاہر شد کہ گناہان ہمہ بادی بخواہد
واحتیاج بشفاعت دیگر نماند مگر انکہ گویند این مخصوص بامتیان او باشد یا دیگران را
شفاعت در حضرت وی بود و دیرا در حضرت حق بالجملہ روز روز محمد است صلی اللہ
علیہ وسلم و جای جای اوست و مقام مقام اوست و سخن سخن اوست و ہمہ انبیا
و دیگران ہمہ طفیلی اند کہ در قران خطاب میرود و لسوف یعطیک ربک فترضی الی
اسی شیخ دہلوی سے یہہ بھی منقول ہی کہ انحضرت را شفاعت بود عام مر جمیع
اہل محشر خلائق را و خاص چنانکہ اہل بدعت ورد و اران قبر ترجیعہ وعلی ہذا ساوۃ برد

صلی اللہ علیہ وسلم رالج اور قصر الامال مین شرح صدور اور بدور سافرہ مین مولانا جلال
الدین سیوطی سے منقول ہی کہ آنحضرت کے مورد شفاعت ہونیکو جو اعمال کہ موجب
ہین سو یہی جو آپنے فرمایا ہی خلایق مین با نصیب میری شفاعت سے وہی شخص ہی جو
لا الہ الا اللہ نہ دلسے کہے رواہ البخاری اور یہہ بھی آپنے فرمایا ہی کہ اذان جو شخص سنے اور
کہے اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمد
الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی وعدتہ تو شفاعت
اسکی روز قیامت مین مجھپر لازم ہی رواہ البخاری ومسلم اور احادیث مین یہہ بھی
وارد ہی کہ وعدہ شفاعت کا ہی اس شخص کے لئے جو صبر کرے سختی پر مدینہ منورہ کی مکہ
معظمہ یا مدینہ منورہ کا زایر ہو اور جو کہ بہت سے درود پڑھے رات جمعہ اور جو کہ بکثرت درود پڑھا کریا
صبح وشام دس بار درود پڑھا کرے اور ترجمہ مشکوۃ مین شفاعت کے کئی قسم لکھے ہین اول اس قوم کے
حقمین جنکی نیکیان بدیان کی برابر ہون وی بمدد شفاعت کی داخل بہشت ہونگے
دوسرا تخفیف عذاب ان لوگونکو جو خالدین دوزخ ہین یعنے کافران ومنکران ،
تیسری حقمین اہل مدینہ کے علی الخصوص زایرون کے لئے انتھے اور یہہ جو آیت ہی
لا یشفعون الا لمن ارتضی بیہقی نے حاکم سے نقل کی ہی کہ مراد اس سے شفاعت
ملایکہ کی ہے صغایر اور رفع درجات کے باب مین یعنے شفاعت نکرینگے ملایکہ مگر

حقیقی اسی شخص کے جس سے اللہ راضی ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما تفسیر مین لکھتے ہین کہ
مَنْ ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ اس سے بھی مراد شفاعت ملایکہ ہی اور
یہہ بھی لکھے ہین کہ یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَیْئًا یہہ آیت نفی شفاعت پر دال
نہین ہی کیونکہ مراد ملک سے دفع زور وقوت ہی جیسا دنیا مین ایک کی آفت کو دوسرا اپنے
بزور وقوت دفع کرتا ہی ویسا قیامت مین شفاعت کسیکی بزور وقوت نہوگی بلکہ ہر شفیع
اپنے مشفوع عنہ پاس بعجز والحاح کریگا اور یہہ مدعیان جو خدا کی وحدانیت اور رسول
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دعوی کرتے ہین سو امر غلط ہی کیونکہ مواہب لدنیہ
مین لکھا ہی ترجمہ اسکا یہی کہ اس جناب کے محبت کی علامت یہی کہ جہان جناب کا ذکر آئے تو
تعظیم کرین اور نام مبارک سنین تو خشوع وخضوع وانکسار کرین جیسا کہ اکثر صحابہ
رضوان اللہ علیہم جناب کے بعد وفات جب ذکر مبارک سنتے تو گریہ وزاری کرتے وہان انکے
مضطر ہوتے تھے تابعین وتبع تابعین مین بھی ایسے لوگ اکثر تھے انھے ایسا رسوخ وعقیدت
اس جناب سے اس گروہ ضالہ کو کہان ہی جو ادہر اودہر سے دہونڈکر ضعیف ومرجوح وبے
اعتبار دلیلین لاکر اس جناب کی منقصت ثابت کرنے پر مستعد رہتے ہین خاک برین
عقیدت مگر زبانی باتین مردم فریب کرتے ہین بلاشک عقیدہ انکا اس جناب سے انکار ہی
اسی انکار مین مرینگے اور قیامت مین یاد کرینگے اس قرآن سے عوام مین مشہور ہی کہ تقویۃ

الایمان کا مصنف اور اسکے تابعین منکر رسول ہین اسی پر دلیل ہی قول ارباب اصول جو
لکھے ہین کہ مطلق منصرف ہوتا ہی طرف فرد کامل کے اور شفاعت کا فرد کامل وہی شفاعت
عامہ اس جناب کی ہی جو تادم وفات امتی امتی فرماتے رہے ایسے شفیع برحق سے جو شخص
عقیدہ اٹھائے اور کہے کہ جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کردے اسکو کیون نہ کہا جاے
کہ منکر رسول ہے کیونکہ وہ خاصہ مختصہ کا منکر ہی بلکہ اس قول بیہودہ سے اس شفیع یقینی
کو دوسرے بعض مومنین کہ جنکی شفاعت ظنی ہی انسے مساواۃ لازم آتی ہی یہہ بھی منافی
ایمان ہی عاقبت خراب ہوتا ہی تو ایسے باتین کرنا ہر اور تقویۃ الایمان کی جو یہہ عبارت ہی
کہ اس شہنشاہ عالیجاہ کی تو یہہ شان ہی کہ ایک آن مین ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑون
نبی اور ولی اور فرشتے اور جن جبرئیل اور محمد کے برابر پیدا کرڈالے الخ صاحب خیرالزاد نے
اسکے ردمین لکھا ہی کہ بعد ملاحظہ این الفاظ بے ادبانہ معلوم نمایند کہ اگر از پیدا کردن اندا ختن
مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مثل او در بشریت فقط ارادہ کردہ البتہ وجود چنین مثل ممکن الوقوع
ست و آن حاجت بیان ندارد چہ جمیع افراد انسانی کہ بوجود آمدہ اند و خواہند آمد در نفس
بشریت مماثلت دارند و اگر ازان مماثل وی علیہ السلام در مرتبہ نبوت و رسالت و دیگر
فضائل و کمالات خلقی و خُلقی کہ از لوازم آن مرتبہ اند قصد نمودہ چنانچہ عبارتش صریح
بران دلالت دارد مستحیل الوقوع ست ازانکہ بر تقدیر چنین مثل و اتصاف وی بمنصب

نبوت در اخبار الہی کہ مشعر ختم نبوت برآن سرور و اکمال دین و اتمام نعمت بر واند کذب
لازم آید و ہو محال انتہے خلاصہ اسکا یہی ہی کہ ہر کم فہم پر بھی ظاہر ہی کہ الفاظ مذکورہ کیا ہی
رکیک و بے ادبانہ ہین قطع نظر اسکے مثل محمد کے جاہے تو پیدا کر دالے جو کہتا ہی اگر مراد
لیا ہی مماثل بشریت مین تو یہہ کہنا حاجت نہین رکھتا کسواسطی کہ اللہ تعالے جو پیدا
کیا ہی اور کریگا سب البتہ مماثل بشریت مین ہین اگر مرتبہ رسالت و نبوت اور فضایل و
کمالات مین مماثل ارادہ کرتا ہی جو مقتضا اسکی عبارت کا بہی ہی تو ارادہ باطل اور قول لغو
ہی کیونکہ آیات قرانی سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ جناب ختم رسالت ہین اور آپہی کا دین کامل
ہی اور تمام نعمت حق و یقین اسی جناب پر ہی انتہے اپنے معتقد اکی تائید کے لئے مصنف نے
ستر پر ایک صفحے مین لکھا ہی کہ یارو یہہ قضیہ شرطیہ ہی علماے اصول وغیرہ تصریح کئے
ہین کہ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہین انتہے شاید مصنف نے نہین دیکھا جو اس جواب کو
پہلے ہی مولوی فضل حق نے گوزشتر کے ولیسا ٹہرا دیا ہی یہی اسکا حاصل ہی اگر قضیہ شرطیہ
ہو تو معنے اسکے یہی ہونگے کہ اللہ چاہے تو محمد کے ویسے کروڑون نبی و ولی اور جن پیدا
کریگا اور وقوع مین لائیگا یہہ صورت دو حال سے خالی نہین کہ مقدم شرطیہ کا یا تو امر واقعی
ہوگا یا غیر واقعی و محض فرضی اگر واقعی ہی تو لازم آئیگا حضرت کے ویسے کروڑونکا وجود نفس الامر
مین کہ مقدم یعنے شرط جب واقع ہو تو تالی یعنے جزا کا وقوع بھی ضروری ہی حالانکہ وقوع تالی

کفر صریح ہی نعوذ باللہ منہا اگر غیر واقعی ہی تو بھی دو وجہ ہین ممتنع بالذات ہوگا یا ممتنع بواسطہ
غیر ہوگا تو دونو صورت مین مقدم فرضی مستلزم تالی کو ہونا امر ضروری نہین اگر قائل کا
اعتقاد یہہ ہو کہ کرورہا امثال سے آنحضرت کے تعلق مشیت الہی کا ممکن بالذات ہی اور ممکن
ذاتی ممتنع بالغیر ہوتا ہی محال بالذات کو مستلزم نہین ہوتا اور مشیت ازدی جس چیز پر
متعلق ہی اسکا عدم وقوع محال بالذات ہی تو وقوع ایسے امثال کا ممکن بالذات ہو جایگا اس
تقدیر پر آیات قرانی جو مشعر ہین کہ آپ کے برابر کوئی پیدا نہوگا سو جھوٹے ہو جائینگے عیاذا
باللہ منہا اسوقت یہہ قائل ضرور اپنے اعتقاد سے باز آکر معتقد ہونا پڑیگا کہ برابر آنحضرت کے
دوسرا پیدا ہونا محال بالذات ہی اہ جب ایسی دھول جھکڑ چو طرف سے لگی تو شاید مصنف
کو کچھ عقل آگئی جو سترہ پر دوسرے صفحہ مین لکھا ہی کہ اس عبارت سے تقویۃ الایمان کے لازم
نہین آتا کہ محمد سریکا دوسرے کو پیدا کرے کیونکہ نقلا ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم الانبیا ہین اور اللہ تعالے ایسی بزرگی ساتھ کسیکو پیدا نکیا اور نکریگا الخ حق تو یہہ
ہی کہ اب یون قائل ہونا بھی کچھ فائدہ نہین دیتا کیونکہ تقویۃ الایمان کی عبارت سے متبادر
صریح ہی امکان وجود ہمسر کا حالانکہ قائل امکان ہونا بھی کفر ہی چنانچہ نور الہتی مین لکھا ہی کہ
اللہ نے خبر دی ہی کہ اس خاتم النبین کے بعد دوسرا کوئی نبی نہوگا باوجود اسکے کوئی شخص
کہے کہ بعد آنحضرت کے دوسرا نبی کوئی ہی یا ہوگا یا ہونا ممکن ہی تو وہ شخص کافر ہی نعوذ باللہ

منہا انتہی اسی تقویۃ الایمان کی عبارت ہی جو سب لوگ پہلے پچھلے آدم جن اور پیغمبری سے ہو جائین
تو اس مالک الملک کی سلطنت مین انکے سبب کچھ رونق نہ بڑہ جاویگی اور جو سب لوگ
ملکر شیطان اور دجال ہی سے ہو جاوین تو اسکی کچھ رونق گھٹ نجاویگی انتہے اسی پر
صاحب خیر الزاد کی تحریر ہی باید دانست کہ اگر دجال و شیطان مثل پیغمبران وملایکہ
شدن و پیغمبران وملایکہ مثل شیطان ودجال گردیدن نزد این ناکسان استحقار و استخفاف
نیست باید کہ دست از ایمان بشویند و ہرچہ در دل آید بگویند انتہے در جواب اسکے ستر پر
پانچوین صفحہ مین مصنف نے حدیث یہہ نقل کی ہی یا عبادی لوان اولکم واخرکم وانسکم وجنکم
کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم مازاد فی ملکی شیئا یا عبادی
لوان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد
منکم مانقص من ملکی شیئا خلاصہ یہی کہ ای بندگان خدا تمہارے پہلے پچھلے لوگ
اور جن وانس تمام تر بڑے متقی القلب ہون تو میری بادشاہت مین کچھ رونق نہ بڑہیگی
اور یہ سب اگر فاجر القلب ہو جائین تو میری سلطنت مین کچھ کمی نہ آئیگی انتہے
انصاف کرنیکی جاہے ہی کہ اللہ تعالی مالک مختار ہی جو کہے سو سزاوار ہی تاہم دیکھیے
کس انداز سے کس ابہام واعزاز سے اداے مطلب فرمایا ہی بخلاف اس شخص کے
کس بیباکی سے زبان کھولی ہے اور یہہ بنگالیکی مینا کیسی بولی بولی ہی کسی باایمان کی زبان

ایسی نہ کھیلیگی اللہ نے زبان دی ہی حمد و ثنا کرنیکے لئے نہ ایسی باتین بکا کرنیکے لئے علاوہ بہہ کہ اس
مصنف نے اپنا عناد قلبی ظاہر کیا ہی جو لکھا ہی کہ مولانا محمد حیات سندی محدث رحمۃ اللہ
علیہ اتقی قلب رجل واحد منکم کی شرح مین محمد لکھے ہین انتہے ماشاء اللہ
دیکھو تو اللہ تعالے کسیکو نکہا بلکہ لفظ اعم بولا علی اتقی قلب رجل واحد یہہ بے ادب
کہانکا مفقود الحال مجہول القال ہی جو تصریح خاص نام مبارک کی کر دی ہی شاید اسی مرکا
ہوگا جب تو اس بے ادبیکے بدل خطاب مولانا محدث کا پایا ہی اور مورد رحمت کہا یا ہی
اجی تمھارے اس معتقد کے سوا تمھارے اور کسی شیخ الشیوخ نے ایسی توجیہ کی ہو تو وہ
بھی بیان کر دو تاکہ تشدد و شد ہو جا ہے ہمارے علماے اعلام بیان عقاید اسلام مین یون
لکھے ہین کہ افضل نام کو مقام محقر مین تصریح کرنا ادب ایمان سے دور بلکہ خوف کفر کا ہی
چنانچہ اللہ تعالے سبھونکا خالق ہی تاہم مقام حمد مین خالق الخنازیر کہین تو کفر ہی شیخ
دہلوی بھی رسالہ مرج البحرین کے آخر مین لکھے ہین کہ عزو کمال کو انبیا کے منزہ رکھنا جو علم
یا عمل یا حال کہ انکے مرتبے کے لایق نہوا انکے طرف منسوب نہین کرنا بلکہ جو بزرگیان مرتبہ الوہیت
کے بعد ہین سو جناب سرور عالم کے حقمین ثابت کرنا ہی اسیکے مطابق ہی جو شاہ عبد العزیز
قدس سرہ نے سورۂ الم نشرح کی تفسیر مین فرمایا ہی شعر یا صاحب الجمال و
یا سید البشر؛ من وجھک المنیر لقد نور القمر؛ لایمکن الثناء کما کان

حققہ؛ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر؛ اور تقویۃ الایمان کی جو یہہ عبارت ہی یہہ
جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کی آگے چمار سے بھی ذلیل ہی انتہی
اسکے توجیہ مین مصنف نے لکھا ہی کہ نوابیہ فرقے والے نے کہتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کو چمار سے تشبیہ دیا ہی کیونکہ بڑے مخلوق رسول خدا ہین اور کہا ہی کہ مراد بڑے
مخلوق سے عرش عظیم اور دجال لئیم کیون نہو الخ مین حیران ہون کہ اس توجیہ بیہودہ
سے حاصل کیا اگر اس خوش عقیدہ پاس اعظم مخلوق خاص عرش و دجال ہی ہین تو معلوم
ہوا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اشرف مخلوقات مین محسوب نہین واہ کیا حسن عقیدت
ہی اگر بڑے مخلوق مین آپ داخل ہین تو تشبیہ مین بھی شامل ہہ اصل مدرس کے اعتراض
کا کیا جواب مکروہی سر کھجانا یا جھکر کھانا حالانکہ تقویۃ الایمان والے نے تو مصرح لکھ دیا ہی
کہ عوام لوگ انبیا اور اولیا کو غیب دان اور حاجت برآر اور معین و مددکار جانتے ہین
جو امور کہ مختصہ الہی ہین اسمین انکو شریک کرتے ہین جیسے سجدہ کرنا اور اسکے نام کا جانور
کرنا اور اسکی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہہ مین حاضر و ناظر سمجھنا اور تصرف
کرنی جن نے اللہ کا حق اسکے مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑیکا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا
جیسے بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر رکھہ دیجئے الخ اس سے تو صاف ظاہر ہی کہ اسنے انبیا کو
تشبیہ بلفظ مکروہ دی ہی کیا اس نا عاقبت اندیش کو یہہ مطلب تعبیر کرنیکے لئے دوسرے الفاظ

نہین ملتے تھے جو ایسے ناشایستہ الفاظ سے ادائے مطلب کیا ع جیسا جو کوئی ہو اسے ویسا

نظر آوے سے سننے یہہ نقل ہی عجیب وغریب کہ کہے بن نہین ہی مجکو شکیب

اس گروہ کے ایک بزرگ مضا لنفسہ بلکہ حسبا لنفس خود لفظ چمار کی توجیہ مین یون فرمائے

کہ چمار کہا تو کیا بد ہوا فتوحات مکی مین شیخ اکبر قدس سرہ نے جناب سرور انبیا

صلی اللہ علیہ وسلم کے شا نمین عبد ذلیل لکھا ہی چمار بھی عبد ذلیل ہی کسی ہنسوڑ نے

کیا معقول جواب دیا و للہ در المجیب کہ حضرت اگر یہہ دونو لفظ مساوی الرتبہ

ہین تو آپ ہمین عبد ذلیل کہو ہم آپ کو چمار کہا کرینگے ناخوش نہو ایسی ناشایستہ

باتین اس رسالیمین ملاحظہ کرکے اس گروہ کے مرشد کامل نے یون وثیقہ لکھہ دیا کہ

فقیر سید محمد علی رامپوری در ینولا کتاب تقویۃ الایمان ملاحظہ کرد ہرگاہ بعضے

مضامین وعبارات آزا مخالف مذہب اہل سنت وجماعت یافت متیقن گشت

کہ ہر کسکہ بران مسائل کتاب کہ متضمن تنقیص انبیا واولیا ومخالف عقاید اہل سنت است

معتقد شود بیشک کافر گردد واز دائرہ اسلام بیرون رود الخ اپنے اور اپنے خلفا

کی مہر بھی اسپر ثبت کردی اسی جہت سے علماے دین دار اسکا نام تفویت الایمان

رکہے ہین پہر یہہ مصنف بیہودہ اس کتاب کی توجیہ عبارت اور تاویل مطلب مین

مرتا ہی اہل حق سے ناحق الفہ کیا ہی کیا اپنے مرشد کی زبان سے آپ کافر کہا یا جاتا ہے

سه بازآ بازآ هرانچه هستی بازآ؛ گرکافر و گبر و بت پرستی بازآ؛ اور نو دیر تیسرے صفحے مین لکھا ہی کہ بدطینتان جو کہتے ہین وہ مذاہب اربعہ کا تابع نہین اور مذہب خامس نکالا چاہتا ہی یاروپہہ فقط مفسدونکی مفسدی ہی کیونکہ ائمہ اربعہ کے اقوال تو قرآن وحدیث سے استنباط کئے گئے ہین کچھہ وہ اپنے طرف سے نکالے بڑھائے نہین جو ایسا گمان کرسکے الخ یقین ہی کہ دہلی رامپور کلکتہ حیدرآباد مدراس بمبئی حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما ان سب آبادیونسے اس مذہب باطل کے رد مین رسائل بجید و بیشمار وارد ہوے ہین شاید اسکو دیکھے سے اب اتباع مذاہب اربعہ کا دم مارتے ہین یہہ بھی زبانی قال ہی حال ایسا نہین قرینہ اسپر یہی کہ مولوی اسمعیل وغیرہ سے مکۂ معظمہ مین احرام وغیرہ کے وقت جو اعمال واقوال کہ صادر ہوے ہین اور وہانکے علما محدثین سے اختلافات جو کئے ہین وہانکے بزرگوںاور زائرین حاضر الوقت پر اظہر من الشمس ہی اور جابجا مشہور ہی اورانھین کا محدث ثانی عبدالحق نامی جسنے ائمہ کے حقمین زبان درازی کی اور مواخذیکے وقت روسیاہ ہوگیا فرار کرگیا سو بھی مشہور و معروف ہی اورانکا مقتدای اول ولایت علی رسالہ رد شرک مین جو مسائل فقہی عوام کے لئے لکھا ہی مطلق سرکا مسح لکھدیا ہی باوجودیکہ حنفی المذہب کہلاتا تھا اور ظاہر ہی کہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے پاس ربع سرکا مسح فرض ہی نام جنکے نظم مین موجود ہی ع ربع سر مسح فرض باید دید؛

اور جس حوض مین دو کھال پانی سمائے اسمین وضو اور غسل مطلقا روا بول گیا ہی یہی مصنف
ایکسے سترھوین صفحے مین حدیث قلتین ضعیف ہی لکھا ہی بسند روایت صاحب بحرالرایق
کے اور آج بھی لی لوگ ایک امام کی تبعیت پر قائم نہین ہین من مانے ویسا عمل مین لاتے ہین
اپنا جی جاہے ویسا چلاتے ہین سراسر بیجا کرتے ہین دیکھو قنیہ مین لکھا ہی انتقال من مذہب
الی مذہب کے باب مین عامی حنفی المذہب افتصد ولم یعد الطہارۃ اقتداء بالشافعی رح فے
حق ہذا الحکم لا یسوغ لہ ذلک ویصفع لو فعل ابتلی بالجرب والقروح بحیث لیشق علیہ
الوضوء لکل صلوۃ مکتوبۃ لیس لہ ان یاخذ بمذہب الشافعی رح ولکن اکان یضرہ
الماء تیمم ویصلی ولیس للعامی ان تحول من مذہب الی مذہب ویستوی فیہ الحنفی و
الشافعی انتہے ترجمہ کوئی حنفی جو خود مجتہد نہین باوضو تھا فصد لیا اور بہ تبعیت شافعی
رح کے اعادہ وضو کا نکیا تو جایز نہین بلکہ اسکو مارنا ہی تعزیر دینا ہی ایسا ہی جس شخص
کے ہاتھ پیر مین چھالے ہون زخم ہو کہ ہر فرض نماز کے لئے وضو کرنا اسے محنت ہو تو
وہ مذہب شافعی کا نہ اختیار کرے بلکہ پانی اگر مضر ہو ہر نماز کے واسطے تیمم کیا کرے اور
ایک مذہب سے دوسرے مذہب کے طرف نقل کرنا خواہ شافعی ہو یا حنفی جایز نہین الخ
اور سفر السعادۃ کی شرح مین شیخ عبدالحق دہلوی لکھے ہین کہ آخر زمانے مین قرار داد
علماے دین کا ایسا ہی کہ ایک مذہب کو متعین کر لینا دین و دنیا کے کامونکا ضبط

ور بط اسمین ہی لیکن ابتدا مین مختار ہی جو مذہب چاہے سو اختیار کرے مگر بعد اختیار کرنے ایک مذہب کے دوسرے مذہب طرف میلان کرنا اپنی ہوا کا اتباع ہی اور اعمال مین تفرقہ ڈالنا ہی یہہ علماے متاخرین کا مذہب ہی یہی مختار اور بہتر ہی اور یہہ عبارت جو تقویۃ الایمان کی ہی یعنے انسان آپسمین سب بھائی ہین جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہی سو اسکی بڑے بھائیکی سی تعظیم کیجئے اسی بیہودہ عبارت سے اس گروہ کے عوام پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بڑے بھائی جانتے ہین اور حدیث اکرموا اخاکم کی اپنے مدعا پر سند لاتے ہین بلکہ بدلیل انا بشر مثلکم کے اس جناب کو اپنے ویسا بشر ٹہانتے ہین اور اپنے کو صحابہ کے ویسے پہچانتے ہین ان نادانونکو یہہ تو کہان معلوم کہ صحابہ اپسمین بہائیان اور خویشان تھے اور بعضے بعضونکے بزرگان تھے اسلئے آنحضرت صحابہ کے طرف خطاب فرماتے ہین جو یہہ حکم دئیے ہین اکرموا اخاکم خود اپنے حقمین ایسا نہین فرماتے ہین جو ان ناقصونکو دلیل ہوے اور انما انا بشر مثلکم اللہ کی جانب سے ایما ہی ہمین اعتقاد دہی رکھنا ہی جو آپنے اپنے شان بیان فرمائی ہی انی لست کاحدکم وآدم ومن دونہ تحت لوائی وانا حامد ومحمد واحمد وقاسم وعاقب وحاشر ومقفی ومثل ذلک یعنے مین نہین ہون تمہارے ویسا بلکہ مرتبہ میرا وہ ہی کہ آدم اور دوسرے نبیان سب میرے نشان کے نیچے ہین مین ہون حامد ومحمد واحمد وغیر ذلک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزرگان کہہ گئے ہین بعد از خدا تینا گفت

تبجیل کرد زمین بوسس قدر تو جبریل کرد؛ قطع نظر اسکے اگر آپنے انکسار اکوئی کوئی لفظ
فرمایا ہو تو ہمین کیا مجال جو اپنی زبان پر لائین چنانچہ مدارج النبوہ کے ازالہ شبہات کے
وصل مین لکھی ہوئی عبارت بعینہ یہہ ہی کہ اگر از جناب ربوبیت جل و علا خطابی و عتابی
و سطوتی و سلطنتی و استغنائی و استعلائی واقع شود مثل انک لاتہدی ولیحبطن عملک
ولیس لک من الامر شیی و ترید زینت الحیوۃ الدنیا و امثال آن یا از جانب
نبوۃ عبودیتے وانکسارے وافتقاری و عجزے و مسکنتی بوجود آید مثل انما انا بشر
مثلکم واغضب کما تغضب العبد ولا اعلم ما وراء ہذا الجدار وما
ادری ما یفعل بی ولا بکم و مانند آن بوجود آید ما را نباید کہ دران دخل کنیم و
اشتراک جوئیم و انبساط نمائیم بلکہ بر حد ادب و سکوت و تحاشی توقف نمائیم خواجہ را
میرسد با بندہ ہرچہ خواہد بگوید و بکند و استعلا و استیلا نماید و بندہ نیز با خواجہ فروتنی
کند دیگر را چہ مجال و یارائی کہ درانمقام درآید و دخل کند و از حد ادب بیرون رود و این مقام
بای لغزش بسیارے از ضعفاء و جہلاء و تضرر الشانست و من اللہ العصمۃ والعون بھلا اتنا تو
خیال کرو کہ صحابہ کبار باوجود مرتبت و قرابت کے طاقت نہین رکھتے تھے جو یا اخی کہین
وقت عرض سخن کے فداک ابی و امی یا رسول اللہ کہا کرتے تھے اسکو بھی رہنے دو
اسی عقیدہ والونکو دیکھو کہ اپنے باپ دادیکو استاد و مرشد کو حضرت و حضور و

جناب کہتے ہین اور لکھتے ہین بھائیصاحب نہین بولتے برا غضب ہی کہ پیمبر کی
بے تعظیمی کو نہین ڈرتے بلکہ پوچ پاچ دلیلونسے اسکے اثبات پر مرتے خیر سے
چشم بد اندیش کہ برکندہ باد؛ عیب نماید ہنرش در نظر؛ اور یہہ عبارت جو تقویۃ
الایمان کی ہے اور تیسری بات یہہ ہی کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہین
کہ انکو عبادت کہتے ہین جیسے سجدہ اور رکوع کرنا اور ہاتھہ باندھکر کھڑے رہنا اور
اسکے نام پر مال خرچ کرنا اور اسکے نام کا روزہ رکھنا اور اسکے گھر کے طرف دور دور سے
قصد کرکے سفر کرنا اور ایسی صورت بناکر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ
اس گھر کی زیارت کو جاتے ہین اور راستے مین اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول
باتین کرنیسے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے وہان جاکر طواف کرنا اور اس گھر کے
طرف سجدہ کرنا اور اسکے طرف جانور لیجانی اور وہان منتین ماننی اسپر
غلاف ڈالنا اور اسکی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہوکر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور
دین دنیا کی مرادین مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اسکے دیوار سے اپنا
منہہ اور چھاتی ملانا اور اسکا غلاف پکڑکے دعا کرنی اور اسکے گرد روشنی کرنی
اور اسکا مجاور بنکر اسکے خدمتمین مشغول رہنا جیسی جھاڑو دینی روشنی کرنی فرش
بچھانا پانی پلانا وضو اور غسل کا سامان لوگونکے لئے درست کرنا اور اسکے کوئے

کہنا یا جھکو تبرک سمجھ کر پینا چھین پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبون کے واسطے لیجانا رخصت ہونے
وقت الٹے پاؤن چلنا اور اسکے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنے وہان شکار
نکرنا درخت نکاٹنا گھانس نہ اکھاڑنا مواشی نچرانا یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے
لئے اپنے بندونکو بتائے ہین پھر کوئی کسی پیر پیغمبر یا بھوت پریت سے یہ معاملے کرے یا کسیکی
سچی یا جھوٹی قبر یا کسیکے تھانکو یا کسیکے چلے کو یا کسیکے مکانکو یا کسیکے تبرک کو یا نشان کو
یا تابوت کو سجدہ یا رکوع کرے یا انکے نام کا روزہ رکھے یا وہان ہاتھ باندھکر کھڑا ہووے
التجا کرے مرادین مانگے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکان مین دور دور سے قصد کرکے جاوے
یا وہان روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے یا انکے نام کے چھڑے کھڑے کرے
انکے قبر کو بوسہ دیوے مورچل جھلے اسپر شامیانہ کھڑا کرے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤن
چلے چوکھٹ کو بوسہ دیوے وہان مجاور بنکر بیٹھے یا ایسے مقامونکے گرد و پیش کے جنگل کا ادب
کرے اور اسی قسم کی باتین کرے سو اسپر شرک ثابت ہوتا ہے اسکو اشراک فی العبادۃ
کہتے ہین انتہیٰ صاحب خیر الزاد نے اسی پر لکھا ہے اس سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر شریف پر دور دور سے جانا اور روبرو اس جناب اقدس کے ہاتھ باندھے رکھنا
اور مرادین مانگنی اور وہانکے کوئیکا پانی تبرک جانکے پینا غائبین کے لئے لیجانا یہ سب باتین
شرک فی العبادۃ ہین حالانکہ علمائے مجتہدین ان امور کو افضل عبادت لکھے ہین اور

اور مدعی کا دعوی محض بے دلیل ہی وَاَذِّن فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا
یہہ آیت جو سند خصوم کی ہی یہہ مخصوص حج کے لئے ہی زیارت مقدسہ کے لئے سفر کرنا
اس آیت سے ہرگز مفہوم نہیں ہوتا انتہے مصنف نے اکیسی تیرھوین صفحہ مین یون جواب
دیا ہی کہ یار دیچ ہی تقویۃ الایمان مین یہہ عبارت سترھوین صفحے سے انیسوین صفحے
تک درج ہی لیکن یورب نزاد نے اپنے کئے کہے کی پاس سے تقویۃ الایمان کے مصنف پر تکفیر
ثابت کرنیکے لئے اس مقام مین ایک دغا سے عظیم کیا ہی اور برادا دکھلایا ہی کہ تقویۃ الایمان کی
عبارت مذکورہ کے مابعد کے فقرے کو جو حاصل اس تمام عبارت کا ہی مذکور نہیں کیا چنانچہ وہ فقرہ
یہہ ہی [illegible] اللہ کی سی تعظیم کسی اور کی کرنے ظاہر ہی کہ اس فقرہ مابعد کو ماسبق کی عبارت
سے کچھ علاقہ نہیں جب اسنے کہدیا کہ ایسی قسم کی باتین کرے سو اسپر شرک ثابت ہوتا ہے
اسکو اشراک فی العبادہ کہتے ہین تو عبارت سابق کی تمام ہو چکی پھر مابعد کی عبارت
کو حاصل ماسبق کا ہی کہنا محض حماقت اور کم فہمی ہی کیونکہ اسکی عبارت خود دال ہی تعمیم پر جو
لکھا ہی پھر کوئی پیغمبر الخ وہان کچھ تخصیص نہیں ہی بھلا جانید ہم پوچھتے ہین کہ یہہ سب
امور اس بلدہ طیبہ مین جو ہمیشہ جاری ہین ایا شرک ہی تو سلف سے تاخلف مجتہدین سے
لگا تا مقلدین سبھونکو مشرک کہنا لازم آتا ہی تب آپ بھی مشرک ہوتا ہی ؎ زبلندان
سخن بسوی خود است ؛ تف بروی فلک بروی خود است ؛ اگر قابل جواز کے ہو تو یہہ

کیا بیوقوفی تھی جو کہتے کہ کوئی کسی پیر پیغمبر وغیرہ سے اس قسم کی باتین کرے سو اب
شرک ثابت ہوتا ہی اب سنجیدہ و منبع فہمیدہ طبع منصف مزاجو نپر روشن ہوگیا کہ صاحب
خیر الزاد کی اسمین کچھ دغا نہین بلکہ اس اچھے مصنف کی سراسر چوری ہی جو ایکجا سے کے عبارت
کو دوسری جگہہ کا حاصل با نتا ہی توجیہ کرنیکے لئے خاک چھانتا ہی سو بھی بے حصول
علاوہ یہہ کیا یہی لکھا ہی اب ظاہر ہی کہ ان سب باتونمین سے ایک بات رسول اکرم
صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا سفر بھی ہی سو اس زیارت کا سفر اللہ جلشانہ کی تعظیم کے
سر یکا کرنا یعنے مثل حج سمجھکے دور دور سے ویسی صورت سے جانا کسی مذہب مین روا نہین
دوسرے انبیا اولیا کا تو کیا ذکر بلکہ مدینہ منورہ کا رہنے والا کوئی شخص جو ہر روز زیارت
قبر شریف کی کرتا تھا سو اسکو امام زین العابدین رضی اللہ عنہ منع فرماتے ہین چنانچہ
وفاء الوفا فے اخبار دار المصطفے مین مرقوم ہی اوہ اس مصنف کے آئین بیان سے صاف
معلوم ہوچکا کہ زیارت قبر شریف کے لئے جانا اس کے نزدیک ممنوع ہی واہ کیا حسن
عقیدت ہی کہ مدینہ منورہ کا رہنے والا جو ہر روز زیارت کرتا تھا اسکے منع کے باب مین
ایک روایت ملی سو اسیکو اپنے خبث باطنی پر سند کر لئے سیکڑون معتبر روایتین جو
ناطق ہین اس زیارت کے استحباب بلکہ وجوب پر اس سے درگذرے واہ کیا مسلمانی
ہی بلکہ یہہ عقیدہ تو ایمان کا دشمن جانی ہی بے ایمانیکو کام نفرماؤ یہہ دلیلین سب کھو

ماوردی جو علماے حنفیہ سے ہیں لکھا ہی فاذا اقضی الناس حجہم امهلهم
الایام التی جرت عادتهم بها فاذا رجعوا سار بهم علی طریق
المدینة رعایة لحرمته ونیا ما بحقوق طاعته وذلك وان لم یکن
من فروض الحج فهو من مندوبات الشرع المستحبة وعادات الحجیج
المستحسنه وقال القاضی الحسین اذا فرغ من الحج فالسنة ان یقف
بالملتزم ویدعوا ثم یاتی المدینة ویزور قبر النبی صلی الله علیه وآله
وسلم وقال القاضی ابو طیب ویستحب ان یزور النبی علیه السلام
بعد ان یحج ویعتمر وقال المحاملی فی التجرید ویستحب للحاج اذا فرغ
من مکة ان یزور قبر النبی صلی الله علیه وسلم والحنفیة قالوا
ان زیارة قبر النبی علیه السلام من افضل المندوبات والمستحبات
بل یقرب من درجة الواجبات وکذلك نص المالکیة والحنابلة انتهی صرف
اسیکی فارسی ہی جو تاریخ مدینہ یعنے جذب القلوب کے پندرھوین باب مین جناب شاہ عبد الحق
دہلوی قدس سرہ لکھے مین سو یہی اسکا خلاصہ ہی زیارت حضرت سید المرسلین صلی
الله علیه وآله وسلم اکمل صلوة وافضل تحیات ست باجماع علماے دین قولا وفعلا از افضل
سنن واوکد مستحبات ست قاضی عیاض رحمہ الله میکوید زیارت قبر رسول الله صلی الله

علیه وآله وسلم سنتی ست مجمع علیها وفضیلتی است مرغب فیها وبعضی از علمای مالکیه بوجوب
آن رفته و دیگران تاویل اینقول بسنت واجبه کرده گویا مراد بسنت واجبه سنت موکده
است غایت التاکید واکثر علما برانند که سنت زیارت بعد از ادای فرض حج است و قاضی
حسین که از مشاهیر ائمه شافعیه است میگوید چون از حج فارغ شود باید که وقوف
بملتزم نماید و دعا کند وبعد ازان بمدینه آید وبزیارت قبر سید کائنات صلی الله علیه و
آله وسلم مشرف گردد وقاضی ابوطیب گوید که بعد از حج وعمره مستحب است که قصد زیارت
آنحضرت صلی الله علیه وسلم کند وحسن بن زیاد از امام اعظم ابوحنیفه رحمه الله روایت
میکند که احسن مر حاج را آنست که ابتدا بمکه کند ومناسک حج بجا آرد وبعد ازان بمدینه
آید وزیارت کند وزیارت آنحضرت صلی الله علیه وسلم نزد حنفیه از افضل مندوبات است واوکد
مستحبات است قریب بدرجه واجبات الخ اور وفاء الوفا مین جو روایت مذکور هی مصنف
نے جسکو سند مانی هی اسکی وجه وجیه ماوردنے جو لکھی هی اسکی فارسی بعینه یهی هی جو جذب
القلوب مین مذکور هی از امام زین العابدین رضی الله عنه روایت کرده اند که وی مردی را
دید که در فرجه که نزد قبر نبی صلی الله علیه وسلم بود می درآید و دعا میکند منعش کرد و مضمون
همین حدیث را باوی خواند قال النبی صلی الله علیه وسلم لاتتخذوا قبری
عیدا الحدیث مانا نکه آمر که این امامان دین او را منع کرده اند از حد اعتدال

درگذرانیده باشد یا اثر تکلف و تصنع در وی مشاهده نموده یا مقصود شان تنبیه و تعلیم بعضی بود که در
حضور معنوی قرب مسافت و بعد آن یکی است و مذهب امام مالک کراهت اکثار وقوف
است نزد قبر شریف خصوصاً اهل مدینه را والا انکار اصل زیارت و حضور قبر شریف و وقوف
در حضرت رسول صلی الله علیه وسلم صورت ندارد زیرا که روایت صحیح از ائمه اهل بیت سلام الله علیهم
اجمعین آمده که چون ایشان بسلام آنحضرت صلی الله علیه وسلم می آمدند نزد اسطوانه که ملاحق
روضه شریف است می استادند و سلام میفرستادند و میفرمودند این است موضع راس
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و قول آنحضرت صلی الله علیه وسلم لاتجعلوا قبری عیدا
حافظ منذری گفته است که احتمال دارد که مراد بوی حث و ترغیب باشد بر کثرت زیارت قبر شریف و
اشاره بانکه زیارت آنحضرت صلی الله علیه وسلم را مثل عید نگیرید که در سالی یکدو بار بیش نیاید و گفته است
که قول وی صلی الله علیه وسلم ولا تجعلوا بیوتکم قبورا که مراد بدان ترک صلوٰة است در بیوت
و گردانیدن آنها مثل قبور که در وی مثل مرده افتاده باشد و طاعتی و عبادتی نکند مناسب و ملایم حمل
بر همین معنی است سبکی گوید که مراد بوی منع تخصیص و تعیین وقت است برای زیارت چنانچه عید را ملک
تمام سال وقت است و عمر وقت زیارت نیست یا مراد تشبیه با عیاد است در اظهار زینت و اجتماع و عکوف مانند آنکه
در عید رسمها باشد بلکه باید که بزیارت آید و سلام و دعا اختصار کند انتهیٰ عجب غفلت شیطانی امر کرده کی می کرد
اپنے خبث باطنی پر ایک دلیل بھی اگر ظاہر اموہم پائی تو اسکو عین ایمان سمجھا لیتے ہیں نہیں دیکھتے کہ علمائے

دین اس دلیل کی توجیہ تصریح کیا کئے کیا مراد لئے ہین بی ادب خود نہ تنہا داشت بد بلکہ آتش
در ہمہ آفاق زد علاوہ یہہ ہی کہ رسول خدا کی زیارت کا سفر ممنوع ہونے پر مولوی اسمعیل نے یہہ حدیث
دلیل لائی ہی لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد یعنی یہہ سفر کا نکرو مگر تین مسجدون طرف
وہی مسجد حرام ہی اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی بہنا در مسجد لو جمعہ ہی حالانکہ معنے اسکے ظاہر ہین کہ قصد
زیادتی ثواب کا رکھکر دوسری کسی مسجد طرف نجاؤ کہ غایت ثواب انھین تین مسجدون مین منحصر ہی
غور کرنیکی جا ہی کہ کوئی عاقل اس حدیث سے مطلقا منع سفر پر کیونکر دلیل لا سکیگا کہ سفر اقسام ہی
بعض شرعا واجب ہی بعض جائز ہی از انجملہ ہی سفر طلب علم کے لئے جو موجب اسکی ہی حدیث اطلبوا
العلم ولو کان بالصین اور وفاء الوفا والا جو مصنف خود اسکا معتقد ہے اسنے تصریح کی ہی
ویستدل لہ بقولہ تعالی ولو انہم اذ ظلموا انفسہم الایة دالة علی مشروعیة
السفر للزیارة وشد الرحال لشمولہ المجی من قرب ومن بعد ولعموم قولہ من زار قبری
ولقولہ فی الحدیث الذی صححہ ابن السکن من جاءنی زائرا واذا ثبت ان
الزیارة قربة فالسفر الیہا کذلک وقد ثبت خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من المدینة لزیارة قبور الشہداء واذا جاز الخروج للقریب جاز للبعید وقبرہ
صلی اللہ علیہ وسلم اولی وقد انعقد الاجماع علی ذلک لاطباق السلف والخلف
علیہ اما حدیث لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد فمعناہ لا تشد الرحال الی

مساجد الا المساجد الثلثۃ ان شد الرحال الی عرفۃ واجب بالاجماع وکذا

سفر الجہاد والہجرۃ من دار الکفر بشرطہ وغیر ذلک واجمعوا علی جواز

شد الرحال للتجارۃ ومصالح الدنیا انتہی خلاصہ ترجمہ سفر زیارت شریف کا

مشروع ہونیکی دلیل یہی ہے جو اللہ نے فرمایا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا

اللہ یعنے جب مردم اپنے نفسوں پر ظلم کریں یعنے مرتکب معاصی ہوکر تمہارے پاس آئیں یا محمد تو انکے لیئے تم

مغفرت مانگو اللہ پاس اور احادیث بھی دال ہیں چنانچہ آپنے فرمایا ہے من زار قبری وجبت

لہ شفاعتی وغیرہ حدیث جسکو ابن سکن نے صحیح کیا ہے کہ حضرت کا فرمان ہے من جاءنی زائرا لا یعملہ

حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیمۃ رواہ الطبرانی فی معجمۃ

الکبیر جب اتنی بات ثابت ہوئی کہ زیارت موجب ثواب ہے تو اسکے لئے سفر بھی البتہ موجب ثواب

ہوگا چنانچہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیارت شہدا کی لیئے سفر کیے ہیں جب نزدیک کے واسطے سفر جائز ہوا تو دور کے

واسطے بھی جائز ہوگا منع اسمیں کچھ وارد نہیں ہے اور حدیث لا تشد الرحال کی جو آئی ہے معنے اسکے

یہ ہیں کہ دوسری کسی مسجد طرف سفر نکرو سوا ان تین مسجد کے معنے اسکے یہ نہیں ہیں کہ بالکل سفر نکرو

کیونکہ سفر عرفہ کا بالاجماع واجب ہے ایسا ہی سفر جہاد کا اور ہجرت دار الحرب سے اور ایسا ہی سفر تجارت

اور مصالح دنیا کے لیئے جائز ہے بالاتفاق انتہی اور جذب القلوب میں جو مذکور ہے جملہ بعینہ اسکا

ترجمہ ہے اور تاج الدین سبکی نے فضیلت زیارت مقدسہ کی چار قسم کیا اور طور سے ثابت

کیونکہ یہ لطیفہ بھی آیت ہی ولو انہم اذ ظلموا الآیہ جو دال ہے ترغیب و تحریص پر حاضر ہونیکے لیے درگاہ
رسالت میں اور تمام علما اسی آیت سے اس جناب کی موت و حیات دونو برابر سمجھتے ہیں اسی سبب سے حکم
کیے ہیں آداب زیارت میں کہ یہ آیت پڑھیں اور استغفار مانگیں اس جناب اجابت مآب میں تا طلب
استغفار اس جناب سے وقوع میں آئے چنانچہ نقل مشہور ہے کہ ایک اعرابی قبر مبارک پر آیا اور یہی آیت پڑھی
بلکہ مذاہب اربعہ کے علما جو تصنیف مناسک کیے ہیں بسند اسی نقل کو لائے ہیں بیان اس نقل کا یہ ہے کہ
محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ جو قبر شریف کی زیارت کر رہے تھے ایسے میں ایک اعرابی حاضر ہوا زیارت سے فارغ
ہوکر کہا کہ ای بہتر رسولوں کے اللہ نے تم پر کتاب نازل کی اور اسمیں خبر دی ولو انہم اذ ظلموا الآیہ میں اپنے
گناہوں سے آپکی جناب میں طلب مغفرت کی رکھتا ہوں بہت رویا پھر چلا گیا بعد محمد بن حرب نے جناب رسالت مآب کو خواب میں
دیکھے کہ فرماتے ہیں اس اعرابیکو تلاش کرو اور بشارت دو کہ میری شفاعت سے اللہ نے اسکے گناہ بخشدئے ہیں
اور مصباح الظلام میں حافظ ابو عبد اللہ نے امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے یوں روایت کی ہے کہ جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن ہو چکے ہوتے تیسرے دن ایک اعرابی قبر مبارک پر آیا خاک سر پر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ
جو تم خدا سے سنے ہو ہم آپ سے سنے ہیں جو تم خدا سے لیے ہو ہم آپسے لیے ہیں تم پر جو نازل ہوا ہے اس میں ازانجملہ یہ آیت ہے ولو انہم
میں اپنے پر ظلم کیا ہوں تمہارے پاس آیا ہوں طلب مغفرت کے لیے تب قبر مبارک سے ندا آئی قد غفر لک یعنی
گناہ تیرے معاف ہو گئے اسی فضیلت پر نظر کر کے زیارت مقدسہ عورتوں کو بھی مستحب لکھی ہے علما حکم صحیح
حالانکہ عورتوں کا زیارت قبور سے ممنوع ہیں اور سنت وہی ہے جو اس فضیلت کے بیچ میں احادیث وارد ہیں اور

فضیلت و استحباب پر اجماع امت بھی مذکور ہو چکا انتہی حاصلہ اور اسکے چوتھے صفحہ میں مصنف لکھتا ہے کہ
آنحضرت کی زیارت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے پس مصنف تقویۃ الایمان خود محدث تھا اور اسکو شرک جانتا تو
سارے مومن ہمیشہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جا کے مشرف کیوں ہوتا جو عالم میں مشہور ہے
الا ما شاء اللہ خوب کہتے ہو محدث ہو نیسے ہی شاید مدینہ طیبہ میں مولوی اسمعیل نے یون حدث کیا اور کہا کہ
احادیث میں آیا ہے دوگانہ نماز مسجد نبوی میں پڑھنا بڑا ثواب ہے اسلئے میں آیا ہوں زیارت بالتبع ہے کچھ
مضایقہ نہیں مگر مخصوص زیارت کی نیت سے سفر کرنا حرام اور شرک ہے ثقہ او معتبر ہیں حاضرین و زائرین
کی نقل سے یہ ماجرا مشہور و معروف ہے اغلب ہے کہ مصنف نے بھی سماعت نہیں فرمایا اور اسکی حدیث دانی
تو اسی سے ظاہر ہے کہ آیات و احادیث زیارت مقدسہ کی فضیلت پر وارد ہیں چنانچہ مصنف بھی قائل ہے
اور اسی بات پر سلف و خلف کے علمائے مجتہدین و معتمدین متفق ہیں تا ہم اس محدث نے لا تشد الرحال
کی حدیث کو سفر زیارت کے منع پر سند جانا ہے کسی محدث نے اس حدیث کی معنی ایسی نہیں جانی ہے آپکیا
بندگی بیان کروگے وہنا تو فقط بفضلی مذہب ایمانی ہے بلکہ مقام انصاف کا ہے کہ مفتی الانام شیخ المحدثین شہاب
الدین احمد بن حجر الہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے جوہر المنظم کے چوتھے باب میں تنبیہ کی ہے ان قلت ما حکمۃ دفنہ صلی اللہ علیہ
وسلم بالمدینۃ الشریفۃ مع انہ جاء ان کل واحد یدفن فی المحل الذی خلق منہ وھو صلی اللہ
علیہ وسلم انما خلق من الطینۃ التی خلقت منھا الکعبۃ فکان القیاس ان یدفن فیھا لا سیما
الا انا قلنا علی اکثر علماء الامتنان مکۃ افضل من المدینۃ قلت اما حکمۃ افرادہ صلی اللہ

علیہ وسلم عن مکۃ بمحل آخر بعید منہا فہی عظیم اظہار فضلہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ متبوع لا تابع اذ لو دفن بمکۃ لکان قصدہ تبعا تابعا لقصدہا وقصد الحج فیصیر غیر متبوع وذلک لا یلیق بعلی کمالہ فاقتضی ذلک ان یفرد بمحل مخصوص بعید من مکۃ حتی یکون قصد زیارتہ مستقلا لیس تابعا لغیرہ وحتی تمایز الناس فی شد الرحال الیہ بخصوصہ ومن یاتی تجہیز القوافل من مکۃ واعمالہا واطراف الیمن ونجدہا الی زیارتہ لا سیما فی رجب اتضح لہ حکمۃ انفرادہ صلی اللہ علیہ وسلم عن مکۃ الخ خلاصہ ترجمہ اکثر علمائے امت قائل ہیں کہ مکہ معظمہ مدینہ منورہ سے افضل ہی اور یہہ بھی بات ثابت ہی کہ ہر شخص کی خلقت جس خاک سے ہی دفن اسکا اسی جا پر ہوتا ہی یقین ہی کہ خلقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی خاک سے ہی جس خاک سے خلقت مکہ معظمہ کی ہی تو ضرور تھا کہ دفن مبارک مکہ معظمہ مین ہو مدینہ منورہ مین دفن ہونا کیا حکمت تھی ہم کہتے ہین کہ اسمین کمال عظمت وشان اس جناب کی ظاہر ہوی کیونکہ اگر مکہ معظمہ مین دفن مبارک ہوتا تو لوگ حج کا قصد جب کرتے تب زیارت مقدسہ کا قصد ضمنی ہو جاتا اور وہ جناب تابع ہو جاتے متبوع نرہتے یہہ تبعیت اس علو شان کے لایق نتھی اسی حکمت کے لئے عنایت الہی مقتضی ہوی کہ مکہ سے دور مدینہ منورہ مین دفن مبارک ہوتا سبھو پر ظاہر ہو جاوے کہ قصد اس زیارت کا امر مستقل اور مقصود بالذات ہی کسیکا تابع نہین تا خلایق بالذات قصد اسی سفر کے مرحلہ پیما ہون چنانچہ مکہ معظمہ اور نجد ویمن اور اطراف سے مخصوص اس زیارت مقدسہ کے لئے جو قافلے چلتے ہین اسکو جو شخص دیکھیگا اسپر یہہ حکمت روشن ہو جاویگی انتہی اور شیخ علی قاری شرح منسک اور درہ

المضیۃ فی زیارۃ المصطفویہ مین لکھے ہین کہ قطع نظر اقوال مخالفین سے زیارہ سید المرسلین کی صلی اللہ علیہ
وسلم باجماع مسلمین افضل طاعات وقریب درجہ واجبات کے ہے بلکہ بعضے کہتے ہین کہ واجبات سے ہے جسکو کہ ادا
ہو جانیکی طاقت رکھے اور ترک کرنا اس سعادت عظمی کا کمال غفلت اور شقاوت ہے بزرگان سلف ایسا
لکھے رہتے تھے پر مصنف کے محدث نے جو اس زیارت کو تبعاً ادا کی ہے کیا حسن عقیدت جانی ہے معلوم نہین کہ یہہ کیسی
حدیث دانی ہے اعوذ باللہ من غوتہ النفسانیۃ وتہوسات الشیطانیۃ اور صاحب خیر الزاد نے قصہ بلال رضی اللہ
عنہ کا جو نقل کیا ہے ایک سترھوین صفحہ مین مصنف نے لکھا ہے کہ یہہ غلط ہے درۃ المضیہ مین منقول ہے کہ یہہ
نقل لا اصل لہ ہے انتہی شک نہین کہ یہہ تعریض لا اصل لہ ہے کیونکہ مفتی الانام جوہر المنظم کے دوسرے باب مین
لکھتے ہین وجاء بسند جید ان بلالا رضی اللہ عنہ شد رحلہ من الشام الی زیارۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لرؤیتہ صلی اللہ علیہ وسلم قایلا لہ ما ہذہ الجفوۃ یا بلال اما آن لک ان تزورنی فاتی قبر النبی علیہ
السلام وبکی ویمرغ وجہہ علیہ وکان ذلک فی خلافۃ عمر والصحابۃ رضوان اللہ علیہم متوفرون
ولم ینکر منہم احد علیہ ہذہ القضیۃ التی لا تخفی علیہم لان الحسنین رضی اللہ عنہما اشتہا
علیہ عن محبیہ لذلک سماع اذانہ فاذن فی محلہ الذی کان یؤذن فیہ من سطح المسجد نماروی
بعد موتہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر باکیا وباکیۃ من ذلک الیوم وروی انہ لم یؤذن لاحد بعد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وانما یطلب الصحابۃ وانہ لم یتم الاذان لما غلبہ البکاء والوجد انتہی بعینہ یہی مطلب
جو مصنف کی معتمد علیہ کتاب وفاء الوفا مین مذکور ہے کہ رواہ ابن عساکر بسند جید عن ابی الدرداء

۱۷۳۸۳

ان بلالا رأى في منامه النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول ما هذه الجفوة يا بلال اما لك
ان تزورني فانتبه حزينا وجلا خائفا فركب راحلته وقصد المدينة فاتى قبر النبي صلى
الله عليه وسلم فجعل يبكي عنده ويمرغ وجهه عليه فاقبل الحسن والحسين فجعل يضمهما
ويقبلهما فقالا له يا بلال نشتهي ان نسمع اذانك الذي كنت تؤذن به لرسول الله
صلى الله عليه وسلم في المسجد ففعل فعلى سطح المسجد فوقف موقفه الذي كان يقف فلما قال
الله اكبر الله اكبر ارتجت المدينة فلما قال اشهد ان لا اله الا الله ازدادت رجتها فلما قال
اشهد ان محمدا رسول الله خرجن العواتق من خدورهن وقالوا بعث رسول الله صلى الله
عليه وسلم فما رأى يوما باكيا ولا باكية بالمدينة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذلك
اليوم كذا ذكره ابن العساكر فيما نقل السبكي وقال الحافظ عبد الغني وغيره في ترجمة
بلال ولم يؤذن لاحد بعد النبي صلى الله عليه وسلم فيما روي الا مرة واحدة ولم يتم الاذان
الخ اسکی فارسی ہی جو شیخ المحدثین شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ کی جلد دوم کے دسوین باب مین لکھی
ہین خلاصہ اسکا یہی ہی کہ بلال رضی اللہ عنہ شام مین جا رہے تھے چھ مہینے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
خواب مین دیکھے کہ فرماتے ہین یا بلال یہہ کیسی جفا ہی جو میری زیارت کو نہین آئے اسوقت بلال مدینے کو روانہ
ہوئے جب وہان پہنچے قبر شریف پر آئے بہت سا روئے خاک پر منہہ ملے بعد جناب امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما
کی خواہش پر مقام قدیم جو اذان کا تھا وہان آئے اور کہے اللہ اکبر اللہ اکبر تب خلایق کے دلون مین

سوزش و گریہ پیدا ہوا جب اشہد ان لا الہ الا اللہ کہی اور بھی رقت بڑھی جب اشہد ان محمدا رسول اللہ کہی
زلزلہ تمام شہر مین پڑ گیا آہ و نالہ حد سے گذر گیا گویا وہی روز تھا جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا پھر تو
نہ بلال کو اذان کہنے کی طاقت رہی نہ لوگونکو سننے کی انتہی شاید ان جید روایتونکا مطالعہ مصنف کو میسر
نہوا جو ایک روایت ضعیفہ درۃ المضیہ مین پایا اسی پر نازان ہو گیا گویا اپنی جہالت ظاہر کر دیا اسی ملکمے سترہوین
صفحہ مین مصنف لکھا کہ ابن تیمیہ کی شان و حقیقت جلال الدین سیوطی اور زین الدین ابن نجیم اور شیخ عبد الحق دہلوی
بیان کئے ہین صاحب خیر الزاد اسی ابن تیمیہ پر تشنیع کی ہے اوہ یہہ طرفہ حماقت ہے کہ وہی شیخ عبد الحق دہلوی اور تقی الدین
سبکی اور شیخ ابن حجر مکی اور عز الدین بن جماعہ اسی ابن تیمیہ پر رد و قدح کئے جو قائل ہوا ہے انکار زیارت متبرکہ کا
صاحب خیر الزاد تو انہین بزرگونکے قول کا ناقل ہے اسپر مصنف نے زبان تشنیع کھولی ہے شاید یہہ بات نہین جانتا
کہ نقل بر منوع تلنہ وارد نہین ہوتے ابن جہل مرکب کا کیا جواب شاید اپنے عقیدۂ خبیثہ پر ایک سند ابن تیمیہ سے جو ملی ہے
اسن پاس سے اسکے بیان فضائل مین شور و غوغا کر رہا ہے امت محمد کہلا کر انکی شفاعت سے منکر ہو نہین کچھہ مضایقہ
نہین سمجھا واہ کیا مسلمانی ہے اور مصنف نے صاحب خیر الزاد پر رد کرنیکے لئے اکیسی تھادین صفحہ مین لکھا ہے
کہ دست بستہ مواجہہ شریف مین قیام کی صورت سے کھڑے رہنا ائمہ اربعہ کے پاس مستحب ہے کرکے جو لکھا ہے
سو محض غلط ہے اگر ایک دو شخص متاخرین سے اسکا جواز لکھہ دوین تو ہمکو کچھہ سند نہین اوہ اسی سے معلوم ہوا کہ
مصنف سچا حنفی ہے جو عالمگیری کی روایت کو اور محمد ہاشم سندی اور عز الدین بن جماعہ وغیرہ اور شیخ
عبد الحق دہلوی جو لکھے ہین کہ اس جناب باعظمت مین کھڑے ہو سلام پڑھنے کے وقت داہنا ہاتھہ بائین پر رکھنا

جیسا ہاتھ نماز مین رکھتے ہین ان بے سمجھو نکے قول کو جھوٹا جاننا قابل سند نہ ماننا خیر ان اقوال سے شاید جاہل ہو مگر
وفاء الوفا والیکو تو اپنا مقتدا جانتا ہی اسکے لکھے کو کیون نہین دیکھتا جو اسمین موجود ہی ولینظر فی حالت
وقوفه الی اسفل ما یستقبل من جدار الحجرة الشریفة ملتزما للحیاء فی ظاهره وباطنه قال
الکرمانی من الحنفیة ویضع یمینه علی شماله کما فی الصلوة وقال فی الاحیاء انه صلی الله علیه وسلم
عالم بحضورك وقیامك وزیارتك وانه یبلغه سلامك وصلوتك فمثل صورته الکریمة
فی خیالك موضوعا فی اللحد بازائك واحضر عظم رتبته فی قلبك الخ خلاصه ترجمه مواجهه
شریفہ مین کھڑے ہو وقت نظر نیچے رکھنا داہنا ہاتھ بائین پر رکھنا جیسا نماز مین رکھتے ہین اور جناب سرور
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقف ہین تیرے حضور وقیام زیارت پر اور صلوة وسلام تیرا پہنچتا ہی اسلئے انکو تجھے چاہیے
کہ وہ صورت مقدسہ اپنے خیال مین لاوے اور علو رتبت جناب کی اپنے دل مین حاضر رکھے انتہی پھر اسی کتاب مین لکھا ہی ویجدد
التوبة فی ذلك الموقف ویسال الله تعالی ان یجعلها توبة نصوحا ویستشفع به صلی الله
علیه وسلم الی ربه فی قبولها ویکثر الاستغفار والتضرع بعد تلاوة قوله تعالی ولو انهم اذ ظلموا
انفسهم جاؤك الی اخر قوله رحیما ویقول نحن وفدك یا رسول الله وزوارك جئنا لقضاء
حقك والتبرك بزیارتك والاستشفاع بك الی ربك اه یعنی وہان کھڑے ہو تو توبہ کرنا اور اللہ سے چاہنا
کہ اسکو توبہ نصوحا بناوے اور جناب کو شفیع بنانا شفاعت حضور کی اللہ تعالی وہ توبہ قبول فرماوے اور بعد تلاوت
آیہ قرآنی کے استغفار وخشوع وخضوع زیادہ کرنا اور کہنا کہ یا رسول اللہ ہم تمہارے خادم ہین ادای زیارت

جو ہمیر حق آپکا ہی سو ادا کرنیکے لئے آئے ہین اور تمہاری زیارت سے تبرک حاصل کرنیکے خاطر اور تمسے طلب شفاعت کے واسطے آئے ہین انتہے اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ زیارت مقدسہ حق واجب الادا ہی ذمے پر ہر مومن کے اب مصنف جی کے محدث سے پوچھیے کہ وہ زیارت ضمنا ادا کرنا اور اسکا قصد بالذات شرک ہی کہنا کیسا شرک بنا ہی اللہ پناہ دے اور صاحب خیر الزاد نے لکھا ہی کہ تقویۃ الایمان کی عبارت سے معلوم ہوتا ہی استمداد جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی شرک فی العبادۃ ہی اسی پر اکلیسے یکیسوین صفحے مین لکھا ہی کہ یا رو یہہ بناوٹ اور فریب ہی کیونکہ ادنی شعور مند پر ظاہر ہی کہ استمداد و توسل اور بات ہی دعا مانگنا التجا کرنا مراد مانگنا اور بات ہی ان دونوں مین زمین آسمان کا تفاوت ہی انتہے یہہ نرے بے شعوری ہی ہنوز اتنی بات نہین معلوم کہ توسل اور طلب دعا ایک ہی ہی چنانچہ در المنظم مین مذکور ہی قد یکون معنی التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب الدعاء منہ اذ ہو حی یعلم سؤال من یسئلہ اعلم ان الاستعانۃ والتشفع بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وبجاہہ وبرکتہ الی ربہ تعالی من فعل الانبیاء والمرسلین وسیر السلف الصالحین واقع فی کل حال قبل خلقہ وبعد خلقہ فی حیاتہ الدنیویۃ ومدۃ البرزخ وعرصۃ القیامۃ انتہی یعنی توسل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چاہنا گویا دعا آپسے مانگنی ہی کیونکہ وہ جناب زندہ ابدی ہین سائل کے سوال کو جانتے ہین ان جناب سے دعا مانگنا اور اللہ پاس انکو شفیع گردانا عادت ہی انبیا اور مرسلین کی اور تمام سلف صالحین کی انتہے اور امام سبکی لکھے ہین لا فرق بین التعبیر بالتوسل والاستعانۃ والتشفع او التجوہ ومعناہ التوجہ بہ فی الحاجۃ وقد یتوسل بمن لہ جاہ الی من ہو اعلی منہ الخ یعنی توسل استعانۃ و تشفع

سبکے ایک معنے ہین یعنے متوجہ اس جناب سے بوقت حاجت کے اور شخص ذیمرتبہ ہو اس سے توسل ڈہونڈنا
برا ہی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حاکم نے صحیح روایت یون کی ہی اوحی اللہ تعالی الی عیسی علیہ
السلام یا عیسی امن بمحمد ومرمن ادرکہ من امتك ان یومنوا به فلولا محمد ما خلقت
الجنة ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیه لا اله الا الله محمد
رسول الله فسکن قلت فکیف لا تشفع ولا یتوسل بمن له هذا المقام عند مولاه الخ یعنے اللہ نے وحی
بہیجی عیسی علیہ السلام پر کہ یا عیسی ایمان لاؤ محمد پر اور جو شخص کہ تمہارے امتیون سے انکو دیکھا ہو اسے بھی حکم
کرو کہ انپر ایمان لاوے اگر محمد نہوتے تو مین بہشت و دوزخ نہ پیدا کرتا جسوقت مین نے عرش کو پیدا کیا پانیکے اوپر تو
تھرتھرانے لگا مین نے اسپر لکھا لا اله الا الله محمد رسول الله تب قرار پکڑا راوی کہتا ہی کہ اپنے مولا پاس
جس شخص کو یہہ مقام و منزلت ہو تو اس سے ہم کیون نہ توسل و شفاعت چاہین انتہے اور اسی انکے اکیسوین صفحے
مین یہہ بھی لکھا ہی کہ مدینہ منورہ کے کوئکا پانی فضیلت نہین رکھتا جو بیوین اور غائبین کے لئے لیجاوین
انتہے یہہ بھی دعوی بیدلیل ہے کیونکہ شیخ علی قاری شرح منسک متوسط مین اور شیخ ابن حجر مکی حسن
التوسل مین لکھے ہین کہ وہ پانی تبرک جانکے پیتا ہی اور غائبین کے لئے لیجاتا ہی مصنف جی اس پانی مین منع
صریح کسی معتبر کتاب مین بتلائین تو ہم مان لیتے ہین ہم تو معتبر راویونکا حوالہ دکھلا چکے ہین ایمان ہی تو
مانو نہین تو اپنی آپ جانو اور اٹھائیسوین صفحے مین لکھا ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص کہ میری
آلکا حق نہ پہچانے سو اسمین ان تین وجہونسے ایک وجہ ہوگا یا وہ منافق ہی ولد الزنا یا اسکو ماں کو حیض کے وقت

حمل رہا ہی پھر لکھا ہی کہ جو کوئی کسی سید کو حقارت سے چھوٹا سیدک کہے تو کافر ہو جاتا ہے باوجود اس حدیث
دانیکے اسی گروہ والے اس ملک کے سادات کے حق میں طعن و تشنیع و زبان درازی کرتے ہیں جیسا کہ مکتوب میں
صفحہ میں مذمت میں مولوی اسلمی صاحب نے لکھا ہی کہ اپنے رفیق حاجی عابد سنبرک کو اسپر گواہ رکھتا ہی نظر غور سے
دیکھئے کہ حاجی سید عابد صاحب کو کہ مسمی با اسم تھے اور برادر حقیقی سید علی مسیہ چھتر کے کہ معتقد الیہ و معتمد علیہ اسقوم
کے گیسی تحقیر سے تربا ہی اول تو سیادت کی لفظ انکے نام سے نکالا دوسرا عوض اسکے سنبرک لکھکر خود مصداق حدیث
شریف من حقر بہ الاخیہ فقد وقع فیہ کا ٹہرا لیکن دو شق آخر سے کسی شق میں داخل کیا جائے کیونکہ
منافقی جو شق اول ہی سو تو جز و عقیدہ ہو گئی ہی انکے معتقدات سے صاف ظاہر ہی اور تیسرے پانچوین صفحہ میں لکھا ہی
کہ مولوی ولایت علی دشرک کی کتاب میں لکھا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ
الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ حرام کیا ہمنے تمپر کھانا مردیکا اور خون اور گوشت سور کا اور وہ چیز
کہ مشہور ہو سوا اللہ کے اور کے نام پر اسپر قاضی صدر کوٹ اور اسلمی اور فرنگی محلی وغیرہ کے شاگردان مشہور
و یاران احماقت معمور اپنے استادون اور آقاؤنکے اعتراضون بازان ہیکے ہمیشہ استمار ونسے جھگڑتے ہیں ایسے اخر
مزخرفات ادنی صاحب شعور بھی سمجھیگا کہ یہہ قائل ترا بشعور ہی نہیں سمجھتا کہ ولایت علی کا ترجمہ کسقدر
الفاظ قرانیکا خلاف اور بے ربط و مہمل ہی دیکھئے کہ آیت مذکورہ میں لفظ اکل کا ذکر ہی نہیں یہہ اکال
کہانسے نکالا جو زبان دون ہوکر خلاف محاورہ کھانا مردیکا کہا موافق قاعدہ اردو کے کھانا مردیکو بولنا تھا
اور ترجمہ حرمت کا حرام کیا ہمنے لکھا مطابق قاعدے عربی کے حرام کئے گئے کہنا تھا حالانکہ لفظ کہانا ہندی

مین مشترک ہی معنے سے خوردن و خوردنی کے ایسا ہی لفظ مردہ شامل ہے انسان و حیوان کو حقیقت یہہ ہی کہ اس
جو مترجم کو الفاظ قرآنیکا ترجمہ مقصود تہا اسی انداز سے ترجمہ کا حیلہ رکھکر ایسے موہم الفاظ دہر دیا کہ اپنے
دلمین جو خلاف کتاب جو حکم تہا سو ظاہر کر دیا یعنے مردیکے فاتحہ کا کہانا حرام ہی تا عوام پر معلوم ہو جائے کہ یہہ حکم
حرمت کا قرآنسے نکلا ہی قہر خدا نازل ہو کیا دغابازی ہی آیۂ قران کے معنے ایسی چوری سے لکہا کہ اپنے دل کا
مطلب نکال لیا کلام الہی کے اصل مطلب کو گم کر دیا لیکن سمجہکر دیکھو تو حق یہہ کہ لفظ میتہ کا جو ترجمہ
کیا ہی کہانا مردیکا سو محض مہمل ہی اسکو کچہہ مفہوم محصل نہین کیونکہ اس مترجم نے اگر مراد لی ہی طعام للمیت
جیسی اسکے دلکی چوری ہی تو دو وجہ سے مخدوش ہی اول وجہ یہہ کہ میتہ وہ جانور ہی جو مواہو بلا ذبح چنانچہ
قاموس مین لکہا ہی المیتہ مالم تلحقہ الزکوۃ پہر اس لفظ سے وہ مراد لینا عین حماقت ہی دوسری یہہ وجہ کہ
آیۂ قرآنیکا نزول حرمت میتہ بیان کرنیکے واسطے ہی ایسے مقام مین طعام للمیت مراد لینا مفہوم مخالف
آیۂ قرآنی سے نکالنا ہی یہہ ہی جہالت ہی بہر صورت طعام للمیت کو حرام کہنا سراسر غلط اور بین البطلان ہی کیونکہ
جسنے میت کے نام پر طعام تیار کیا اگر تقسیم فقرا کی نیت کی ہو تو وہ طعام فقرا پر حلال ہی اگر اطعام عام کی نیت
ہو تو اغنیا اور فقرا سب پر حلال ہی اسی حکم پر علما مذاہب اربعہ کا اتفاق ہی ایسے کہانیکو حرام کہنا مذہب
خامس الیکا حکم ہوگا اور اسیکی اصطلاح جدید ہوگی ہمین اسمین کیا گفتگو اگر یہہ مراد لیتے ہو کہ مردیکا
کہانا حرام ہے تو مردہ شامل ہے انسان و حیوان کو اب حاصل معنے یہہ ہوگا کہ زندیکو کہانا حلال ہی خواہ انسان
ہو خواہ حیوان واہ یہہ تو نادر مذہب نکلا کفر و اسلام دونوسے خارج گویا ثالث بالخیر اور یہہ تو مشہور

ہے کہ علماے اصول پاس اعتبار ہی عموم الفاظ کو اگر اس کلیہ کے برخلاف تکلف بیجا کو کام فرما کر تخصیص کردے اور
کہو کے کہ حیوان مردہ کو کھانا حرام ہے تو ہم کہتے ہین کہ مذبوح بعد ذبح کے بھی جانور مردہ ہے اسکو
کھانا حرام سمجھنا یہہ بھی کسیکا مذہب نہین بلکہ یہہ حکم پوچ یادر ہوا کو زشتر کے ویسا ہی اب ضرور ہے تخصیص
مرتبین کرنا اور کہنا کہ جانور مردہ بلا ذبح کو کھانا حرام ہے فہو المقصود ہمارا کہنا بھی یہی ہے کہ ایسے مہمل ترجمے سے
درگذر و جمہور مفسرین کے قول کے موافق الفاظ قرآنکا ترجمہ ٹھیک یون کردو کہ حرام کیا گیا تمپر بلا ذبح مواہوا جانور
اور خون اور گوشت خوک اور وہ جانور جو ذبح ہو ساتھ نام غیر کے اور لفظ ما سے مراد لی ہے خیر علی العموم یہہ تعمیم بھی جمہور
مفسرین کے خلاف ہے گویا اسنے خرق اجماع کیا ہے یہی اعتراضات خفیہ شاگردان احقاق تو دیکھے ہین تمہین کہان سمجھی
جو جواب دے سکو گے ہماری حقانیت پر سند یہی ہے کہ شاہ عبدالعزیز قدس سرہ اپنی تفسیر مین لکھتے ہین کہ ما اہل
دیگران جانور کہ آواز برآوردہ شد و شہرت دادہ شد در حق آن جانور کہ برای غیر خداست اور شاہ ولی اللہ محدث فتح
الرحمن مین لکھتے ہین کہ آنچہ نام غیر خدا وقت ذبح او یاد کردہ شود تفسیر حسینی اور بحر مواج مین بعینہ یہی معنے مذکور ہین اور تفسیر
زاہدیہ مین یون ہے کہ جسپر بے ذکر نام خدا جسکو مارے ہون اور بغوی کی عبارت بعینہ یہی ہے ای ما ذبح علی اسم غیر اللہ اور
بیضاوی کی یہہ عبارت ہے ای رفع الصوت لغیر اللہ بہ کقولہم باسم اللات والعزی عند ذبحہ ایسا ہی تفسیر مدارک مین لکھا ہے
تفسیر ابو سعود رومی مین منقول ہے اور تفسیر جلالین مین لکھا ہے ما ذبح علی اسم غیر اللہ اور تفسیر خازن مین ہے
یا ذکر علی ذبحہ غیر اسم اللہ وذلک ان العرب فی الجاہلیۃ کانوا یذکرون اسماء اصنامہم عند الذبح فحرم اللہ ذلک بہذہ
الآیہ و بقولہ تعالی لا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ یعنی جو ذبیحہ کہ اسکے ذبح کے وقت نام غیر خدا کا مذکور ہو سوا اسکے

نام کی وجہ یہہ ہی کہ عرب لوگ عالم جاہلیت مین وقت ذبح کے اپنے بتون کا نام ذکر کرتے تھے یعنے لات و عزی کے نام سے نیت
پہنچاتے تھے اسی ذبیحہ کی بیان حرمت کے لئے اللہ نے یہہ آیت نازل کی پھر یہہ آیت بھی ولا تاکلوا الآیہ یعنے مت کھاؤ
وہ ذبیحہ جسپر نام اللہ کا مذکور نہو ہو غرض بیان ان تفاسیر معتبرہ کے صاف ظاہر ہوگیا کہ مراد لفظ ما سے جو قول الہی
مین کور ہی مخصوص جانور ہی بمقتضاے شان نزول آیت کے پھر ولایتی نے جو اعم معنے مراد لی ہی جو شامل تمام ماکول و مشروب
کو گویا خود رائی کی ہی جمیع علماے امت سے مخالفت کی رائی ہی لکھنے کا کیا اعتبار علاوہ یہہ کہ اپنی معنے اختراعی
در افترائی پر بنا کیا ہی اور حکم نادر نکالا ہی جو لکھا ہی کہ جب لوگ یون کہین کہ یہہ بیسا یا کھانا فلانے پیر کے نام کا ہی تو اسکا کھانا
سور کا کھانا برابر ہی کیونکہ اللہ نے دونو کو ایک جگہہ فرمایا ہی انتہی حاشا و کلا اللہ نے ایسا نہین فرمایا ہی بلکہ یہہ
صرف اسکی افترا نا معقول ہی ٹھیک اپنا مذہب خامس بتلایا ہی کہ مخالف مذاہب اربعہ کا ہی کیونکہ سلف سے لگا آج تک
علماے دین سے کسی نے یہہ معنے اس آیت کے نہین لکھے بلکہ اہل کو معنے مشہور کے لینا اور کہنا وہ چیز کہ مشہور ہوا اللہ کے سوا اور
کے نام پر محض حماقت و جہالت ہی کہ اہل بمعنی مشہور کسی لغت مین نہین پائے گیا حالانکہ مشہور و معروف ہی کہ کافران
لات و عزی کے نام پر جو جانوران مشہور کر چھوڑے تھے بعد فتح اسلام کے صحابہ لوگ انھین جانورونکو بتسمیہ
صحیحہ ذبح کرکے کھا گئے اگر اہل معنے شہرت کے ہوتا اور یہہ شہرت موجب حرمت کی ہوتی تو وہ بزرگان جو
ارکان دین تھے ان جانورونکو کیون حلال مانتے اہل اسلام کو ان بزرگان دین کا فعل سراسر ایمان و ایقان ہی ایسے
ناخواندہ مترجمونکا ہمارے پاس کیا عرصہ اور کیا شان باقی حال کتاب تنبیہ الضالین کا معلوم کرنے یہہ تھوڑا نمونہ عقل کو
بس ہی اللہم ارزقنا الایمان واختم خاتمتنا بالفضل والاحسان بجاہ حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم فی کل آن

تمت سنہ ۱۲۶۸ ہجری

صحت نامہ کتاب اظہار الصلاح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۲	بمرثی	بالمرثی
۶	۱۴	سنا ما	مسلمانوں
۹	۹	الرجال	الرعال
۱۳	۸	حوا	صرحوا
۱۵	۹	[illegible]	[illegible]
۱۸	۳	بدیالدین	بدرالدین
۱۹	۱۱	ادکھوا	[illegible]
۲۰	۱۳	بعد	[illegible]
۲۰	۴	[illegible]	اور بعض
۲۱	۳	اوجو	اور جو
۲۱	۱۳	[illegible]	اصول الرضا
۲۲	۱	[illegible]	التبریزی
۲۲	۱۵	[illegible]	[illegible]
۲۲	۱۳	[illegible]	[illegible]
۲۳	۱	النعمان	النعمان بن
۲۳	۱	[illegible]	تعالیٰ [illegible]
۲۳	۱۰	مدار	[illegible]
۳۰	۹	[illegible]	[illegible]
۳۰	۱۴	ار	اور تقلید
۳۰	۱۵	[illegible]	ضلالت
۳۳	۱۰	[illegible]	[illegible]
۳۴	۶	الجراح	[illegible]
۳۶	۵	[illegible]	[illegible]
۳۷	۱۴	[illegible]	[illegible]
۳۷	۱۵	نصر	التفریق
۳۸	۶	ہوا	[illegible]
۳۹	۵	[illegible]	[illegible]
۴۱	۳	پکھ تو	پکھ لو
۴۱	۴	[illegible]	التحیات
۴۲	۱	[illegible]	مشتعل
۴۲	۱۳	[illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۳	۴	وسد	[illegible]
۴۵	۱۳	ان اللہ	ان اللہ
۴۶	۲	کرسہ	[illegible]
۴۸	۷	[illegible]	شرع
۴۹	۴	تو	[illegible]
۵۲	۱۱	[illegible]	[illegible]
۶۰	۸	[illegible]	[illegible]
۶۲	۹	کی بکرتا	[illegible]
۶۶	۱	[illegible]	[illegible]
۶۸	۱	[illegible]	[illegible]
۶۹	۱۲	مدکور	مذکور
۷۳	۱۳	الا زید	الا زیدا
۷۳	۱۵	اورنقل	اوپر نقل
[illegible]	۱۵	[illegible]	اور بھی
[illegible]	۳	وسلم	[illegible]
۸۰	۸	[illegible]	[illegible]
۸۱	۷	[illegible]	سچ
۸۲	۱	[illegible]	قایل
۸۵	۱۰	بتونکو	بتونکی
۹۱	۲	[illegible]	[illegible]
۹۲	۱۲	[illegible]	[illegible]
۹۳	۱۵	[illegible]	منصور
۹۴	۱	[illegible]	[illegible]
۹۵	۱	[illegible]	فاذا
۹۵	۹	[illegible]	[illegible]
۹۷	۱۵	[illegible]	[illegible]
۹۸	۵	[illegible]	[illegible]
۹۸	۹	[illegible]	[illegible]
۹۹	۳	[illegible]	[illegible]
۹۹	۱۵	[illegible]	[illegible]
۱۰۰	۱	[illegible]	اپنے بنائے ہوئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١٠٠	٣	امر	امت کے شفیع
١٠٠	٦	ص	طلب اذن کی
١٠٠	٧	ح	جناب شفیع
١٠٠	٨	رر	ردا صلاحی [illegible]
١٠٢	٥	ایکارندو محبوبہ	می انکارند
١١١	٤	شان	شایان
١١٤	٢	و جانور	کہ جانور
١٠١	٥	ر	ہر
١٠١	٦	ر	بزرگان
١٠١	٩	بر	بہ تغییر
١٠٣	١	اد	اذا ولد
١٠٢	٢	لو	بوضوح
١٠٢	٦	اس	اشعار سے
١٠٥	٣	در	ورو
١٠٥	١٢	مرمار	مرکار
١٠٩	٢	مد	مذکور
١١٠	١	ر	دیگر در النثر
١١١	١٥	پر	تم پر کھانا
١١٢	٤	اثر	یا یہ کھانا
١١٢	١٢	س	ترجمہ میں
١١٣	١	ادر	لا بجھنے

صحت نامہ مرصاد المشتاقین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٣	٧	بہر	بھیجئے دلبر
٤	٧	.	رونق
٥	١١	حق	حق بات
٦	١٤	وجا	شفاعت وجاہ
٧	٧	کرکے	کرسکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٨	١٠	بخشے	نہ بخشے
١٠	١	سمجھنا	سمجھنا
١١	٤	وماء	دماء
١٢	١	بجمد	محمد
٢٠	٤	لک	لک ولکن
٢١	٤	تشفی کے	تشفی
٢١	١٠	تاج	تاج الناس
٢٢	٣	ا	وا تشفع
٢٢	١٥	ہ	چاہو
٢٥	٥	قیتم	قسم
٢٧	١١	صہ	صفحے میں
٢٨	٢	اسا	استشہاد
٢٨	٨	ملکہ	بلکہ
٢٨	٩	علی لعموم	علی العموم
٢٨	١٣	مصف	مصنف
٢٩	٣	مصف	مصنف
٢٩	١٣	لطلبک	یعطیک
٢٩	١٤	رر	بود عام مر
			جمیع امت را
٣٠	٧	رر	روز قیامت
٣٠	٩	جمعہ	روز جمعہ
٣٢	٧	ا	گناہی
٣٣	٨	تمام	اتمام
٣٦	١	لہ	بکھیلکے
٣٦	٢	مر	مصنف نے
٣٨	٧	اہو	نہو
٤٢	١	گوہیا گوہی	گوہی
٥١	٤	ولضح	وبضع یمینہ
٥٩	٧	لع	تفاوت